26

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۴ جمادی الثانی سنہ ۱۳۷۸ھ

۲۶ دسمبر سنہ ۱۹۵۸ء

قیمت ۲؍

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۰ لاہور

احادیث الرسول ﷺ

حائضہ اور ناپاک قرآن نہ پڑھیں

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقرأ الحائض ولا الجنب شیئاً من القرآن رواہ الترمذی۔

ابن عمرؓ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حائضہ عورت اور جنبی (ناپاک) قرآن میں سے کوئی چیز نہ پڑھے۔

ناپاک قرآن کو ہاتھ نہ لگائے

عن عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم ان فی الکتاب الذی کتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمرو بن حزم ان لا یمس القرآن الا طاہر رواہ مالک والدارقطنی۔

عبد اللہؓ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے کہا جو خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن حزم کو لکھا تھا۔ اس میں یہ الفاظ بھی تھے۔ کہ قرآن کو ہاتھ نہ لگائے مگر پاک آدمی۔

ناپاکی کی حالت میں سونے کی اجازت

عن ام سلمۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجنب ثم ینام ثم ینتبہ ثم ینام رواہ احمد۔

ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنابت (ناپاکی) کی حالت میں ہوتے اور سو رہتے پھر جاگتے اور پھر سو رہتے۔

ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرو

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یبولن احدکم فی الماء الدائم الذی لا یجری ثم یغتسل فیہ متفق علیہ وفی روایۃ لمسلم قال لا یغتسل احدکم فی الماء الدائم وھو جنب قالوا کیف یفعل یا ابا ھریرۃ قال یتناولہ تناولا۔

ابو ہریرہ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں سے کوئی شخص اس ٹھہرے ہوئے پانی میں جو جاری نہ ہو پیشاب نہ کرے اور نہ اس میں غسل کرے (بخاری ومسلم) اور مسلم میں یہ الفاظ ہیں کہ تم میں سے کوئی شخص ناپاکی کی حالت میں ٹھہرے ہوئے پانی کے اندر غسل نہ کرے۔ لوگوں نے ابوہریرہ راوی سے پوچھا کہ پھر کیا کرے۔ ابوہریرہ نے کہا اس میں سے پانی لے کر یعنی چلو سے یا کسی برتن سے غسل کرے۔

ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرو

عن جابر قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یبال فی الماء الراکد رواہ مسلم۔

جابرؓ نے کہا کہ منع کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہ کوئی شخص ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرے۔

وضو کے پانی کا حکم

عن السائب بن یزید قال ذھبت بی خالتی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ ان ابن اختی وجع فمسح راسی ودعا لی بالبرکۃ ثم توضأ فشربت من وضوئہ ثم قمت خلف ظھرہ فنظرت الی خاتم النبوۃ بین کتفیہ مثل زر الحجلۃ متفق علیہ

سائب بن یزید نے کہا کہ میری خالہ مجھ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئیں۔ اور انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ میرا (یہ) بھانجا بیمار ہے پس آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعا کی پھر آپ نے وضو کیا اور آپ کے وضو کے بچے ہوئے پانی کو میں نے پیا۔ پھر میں آپ کی پشت کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ پس دیکھا میں نے مہر نبوت کو جو آپ کے مونڈھوں کے درمیان تھی اور چھپر کھٹ کی گھنڈی کی مانند چمک رہی تھی۔

جنگل کے پانی کا حکم

عن ابن عمر قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الماء یکون فی الفلاۃ من الارض وما ینوبہ من الدواب والسباع فقال اذا کان الماء قلتین لم یحمل الخبث رواہ احمد وابو داؤد والترمذی والنسائی والدارمی وابن ماجۃ وفی اخری لابی داؤد فانہ لا ینجس۔

ابن عمرؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پانی کا حکم پوچھا گیا جو جنگل کے اندر زمین پر جمع ہو۔ اور چار پائے اور درندے اس پر آتے ہوں، (اور اس میں سے پانی پیتے ہوں۔ اور وہاں پیشاب بھی کرتے ہوں۔) آپ نے فرمایا اگر وہ پانی دو بڑے مٹکوں کے بقدر ہو تو وہ ناپاکی کو قبول نہیں کرتا۔ (یعنی وہ ناپاک نہیں ہوتا۔

بلی کا جھوٹا پانی پاک ہے

عن کبشۃ بنت کعب بن مالک وکانت تحت ابن ابی قتادۃ ان ابا قتادۃ دخل علیھا فسکبت لہ وضوءاً فجاءت ھرۃ تشرب منہ فاصغی لھا الاناء حتی شربت قالت کبشۃ فرآنی انظر الیہ فقال اتعجبین یا ابنۃ اخی قالت فقلت نعم فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انھا لیست بنجس انھا من الطوافین علیکم او الطوافات رواہ مالک واحمد والترمذی وابو داؤد والنسائی وابن ماجۃ والدارمی۔

کبشہ بنت کعب بن مالک (جو ابن ابی قتادہ کی بیوی تھیں) نے کہا کہ ابو قتادہ ان کے پاس آئے (یعنی ان کے خسر) پس بھرا میں نے ان کے لئے (برتن میں) وضو کے واسطے پانی۔ پس آئی بلی اور پینے لگی پانی اس برتن میں سے اور ٹیڑھا کر دیا ابو قتادہ نے اس برتن کو (تاکہ بلی اچھی طرح پانی پی لے) کبشہ کہتی ہیں کہ دیکھا مجھ کو ابو قتادہ نے کہ دیکھتی ہوں میں طرف ان کے پس کہا ابو قتادہ نے میری بھتیجی کیا تو اس پر تعجب کرتی ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ پس کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بلی ناپاک نہیں ہے۔ وہ تمہارے درمیان پھرنے والی ہے۔

نوٹ:۔ جواب طلب امور کے لئے جوابی خط یا لفافہ آنا ضروری ہے۔

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

جلد ۴ | ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۷۸ھ ۲۶ دسمبر ۱۹۵۸ء | شمارہ ۳۲

مساجد سے چوری

پاکستان میں ۹۵ فیصدی سے زائد آبادی مسلمانوں کی ہے۔ غیر مسلم بمشکل ۵ فیصدی ہونگے مسلمانوں نے پاکستان کا مطالبہ اس لئے کیا تھا کہ یہاں اسلامی تمدن کلچر اور تہذیب کو فروغ دیا جائے اگر اس بات کا ثبوت درکار ہو تو ہمارے رہنماؤں کی تقریریں پڑھلی جائیں اور تقسیم سے پہلے ہمارا جو نعرہ تھا یعنی پاکستان کا مطلب کیا ہے لا الٰہ الا اللہ! اس پر غور کرلیا جائے۔ تو یہ بات واضح طور پر سامنے آجائیگی کہ ہم نے پاکستان کس لئے مانگا تھا۔ لیکن ہمارے خود غرض اور نفس پرست سیاستدانوں نے گیارہ سال تک یہاں جس طرح اسلام کا منہ چڑایا اس کا نقشہ قوم کے سامنے ہے۔ یہ ایک دردبھری کہانی ہے جس کو اس وقت دہرانا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔

بحیثیت مسلمان ہمارا یہ ایمان ہے کہ مساجد خانہ کعبہ کی نقل ہیں اور اللہ تعالےٰ کی عبادت کیلئے وقف ہیں مساجد میں نماز کے لئے آنے والے بھی سب مسلمان ہی ہوتے ہیں۔ غیر مسلم کا تو یہاں گذر نہیں ہوتا۔ گویا مساجد سے جوتوں بلبوں نل کی ٹوٹیوں اور قرآن مجید کے نسخوں کی چوری کرنیوالے مسلمان ہی ہوتے ہیں۔ یہ اخلاقی گراوٹ کی انتہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اس کے گھر سے کوئی چیز چرالی جائے۔ ہماری رائے میں یہ جرم سمگلنگ، بلیک مارکیٹ، ذخیرہ اندوزی ناجائز منافع خوری سے کسی صورت میں بھی کم سنگین نہیں ہے اس لئے اس کے انسداد کی طرف بھی حکومت کو فوراً متوجہ ہونا چاہئیے

حال ہی میں مارشل لاء کے ناظم اعلیٰ نے عورتوں اور بچوں کے اغوا کے متعلق مارشل لاء کے تحت ایک نیا ضابطہ جاری کیا ہے جس کی رو سے اس جرم کا ارتکاب کرنے والوں کو چودہ سال تک قید بامشقت کی سزا کا بھی اعلان ہوچکا ہے۔ ہماری رائے میں مساجد سے چوری کی روک تھام کے لئے بھی مارشل لاء کے تحت ایک ضابطہ کی اشد ضرورت ہے۔

مساجد سے جو چیزیں چرائی جاتی ہیں وہ بازار میں سستے داموں فروخت ہوتی ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ مسروقہ اشیاء کی خرید بھی جرم قرار دی جائے۔ اور ان کی چوری اور خرید و فروخت کرنیوالوں کیلئے یکساں سزا ہونی چاہئے۔ ہمیں اُمید ہے کہ ہماری حکومت جلد از جلد نیا ضابطہ جاری کرکے اس بد ترین اخلاقی جرم کا انسداد کرنے کی کوشش کرے گی۔

اقوام متحدہ اور الجزائر

الجزائر کی جنگ آزادی کا ذکر ان کالموں میں کئی دفعہ آچکا ہے قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ ہم شمع آزادی کے الجزائری پروانوں کو کئی بار خراج تحسین پیش کرچکے ہیں۔ آج ہم اس جنگ کے ایک نئے محاذ کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جس کا تعلق اقوام متحدہ سے ہے کچھ عرصہ سے ایشیائی افریقی اقوام الجزائر کی آزادی کے سوال کو اقوام متحدہ میں پیش کرنے کی تیاری کررہی تھیں کافی غور و خوض اور بحث و تمحیص کے بعد بالآخر اس مسئلہ کو ایک قرارداد کی شکل میں اقوام متحدہ کے سامنے پیش کردیا گیا۔ اس ماہ کی ابتداء میں اس قرارداد پر اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں بحث شروع ہوئی قرارداد کی منظوری کے لئے اراکین کی دو تہائی اکثریت درکار تھی۔ لیکن رائے شماری کے وقت ایک ووٹ کی کمی رہ گئی اور یہ قرارداد مسترد کردی گئی۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ایشیائی افریقی گروپ کے پانچ ارکان نے اس قرارداد کی حمایت کرنے کی بجائے غیر جانبدار رہنے کا فیصلہ کرلیا۔ ان میں سے چار ممالک فلپائن جاپان سیام اور کمبوڈیا تو غیر مسلم ہیں ہمیں ان کے خلاف کوئی شکایت نہیں کیونکہ ان کو مسلم الجزائری حریت پسندوں کے ساتھ کیا ہمدردی ہوسکتی ہے۔ البتہ افسوس ہے تو پانچویں رکن ترکی پر جس نے اپنے مسلم بھائیوں کی حمایت نہ کی اس سے شاید ترکی فرانس اور برطانیہ کو تو خوش کرسکے مگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی یقینی ہے۔ تعجب ہے کہ ترکی جو ہمیشہ اسلام کی حفاظت و بقا کیلئے سینہ سپر رہا وہ آج اسلام کے دشمنوں کی گود میں کھیل رہا ہے ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ترکی کو پھر اسلام کی سربلندی کیلئے کمربستہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الٰہ العالمین۔

الجزائری حریت پسندوں سے ہمیں دلی ہمدردی ہے۔ ان کی آزادی کا آفتاب طلوع ہونے میں شاید کچھ وقت باقی ہے۔ انہیں اپنے حوصلے بلند رکھنے چاہئیں ہمیں یقین ہے کہ ان کے شہیدوں کا خون کسی دن رنگ لاکر رہے گا۔ فرانس ان کے جذبۂ حریت کو ہرگز نہ کچل سکے گا۔ بلکہ وہ ملک گیری کی ہوس میں عنقریب تباہ و برباد ہوجائے گا۔

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے جن اراکین نے الجزائر کے متعلق ایشیائی افریقی اقوام کی پیش کردہ قرارداد کے خلاف رائے دی ہے ہم ان سے صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ فرانس الجزائری حریت پسندوں کے خون سے جو ہولی کھیل رہا ہے اس میں وہ بھی عند اللہ وعند الناس مجرم ہیں اور فرانس کے ساتھ ان کو بھی اس جرم کی سزا بھگتنی پڑے گی۔

ہماری نئی پود کدھر ؟؟

اخبارات میں شائع شدہ ایک خبر مظہر ہے کہ لاہور پولیس نے ایک رات مقامی بازار حسن (ٹبی بازار) پر چھاپہ مار کر یہ اندازہ لگایا کہ اس بازار کی رونق بڑھانے والوں کی اکثریت طلباء اور سرکاری ملازمین پر مشتمل ہے۔ پولیس نے بازار حسن کے ان تماشائیوں کے نام اور پتے نوٹ کرلئے ہیں۔ تاکہ اول الذکر کے والدین اور مؤخر الذکر کے دفتر کے سربراہوں کو ان کے رجحانات سے مطلع کیا جاسکے۔

یہ خبر ہماری نئی پود کے لیل و نہار کا پتہ دے رہی ہے۔ جتنی خبر تشویشناک تھی اتنی ہی پولیس کی کاروائی مضحکہ خیز ہے اور ہم اس سے بالکل مطمئن نہیں۔ پولیس یا تو اس خبر کی اہمیت کا اندازہ نہیں کرسکی یا وہ اس کا انسداد کرنے میں اپنے آپ کو بے بس سمجھتی ہے اکثر والدین اپنی اولاد کی بے راہ روی پر حیران و پریشان ہیں ان کو پولیس کی طرف سے آمدہ اطلاع پر اور زیادہ صدمہ تو ہوگا۔ لیکن وہ اپنی بے بسی پر چار آنسو بہانے کے سوا کچھ نہ کرسکیں گے۔ اسی طرح دفاتر کے سربراہ بھی اپنے آپ کو بے بس پائیں گے۔

ہماری رائے میں حکومت کو اس معاملہ میں فوراً کوئی مؤثر قدم اٹھانا چاہئیے سب سے پہلے بازار حسن سخت سے سخت سزا مقرر کرنی چاہئیے۔ اسلام نے شادی شدہ زانی کے لئے سنگساری اور غیر شادی شدہ کے لئے سو سو دُرّوں کی سزا مقرر کی ہے۔ دراصل سزا کا مقصد ہے وہ سخت ترین سزا سے ہی پورا ہوسکتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہماری نئی حکومت نے مارشل لاء ضوابط کے تحت سخت ترین سزائیں مقرر کی ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ ہماری حکومت اس معاملہ میں جلد از جلد کوئی مؤثر اقدام کرکے اس بداخلاقی کو روکنے کی کوشش کرے گی۔

رشوت

(از جناب محمد شفیع حاجی عمر الدین صاحب سجاول)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(وَلَا تَأْكُلُوٓا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَآ إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝) البقرہ آیت ۱۸۸

ترجمہ۔ اور ایک دوسرے کے مال آپس میں ناجائز طور پر نہ کھاؤ اور انہیں حاکموں تک نہ پہنچاؤ۔ تاکہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ گناہ سے کھا جاؤ۔ حالانکہ تم جانتے ہو۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"نہ پہنچاؤ حاکموں تک" یعنی کسی کے مال کی خبر نہ دو حاکموں کو یا اپنے مال نہ پہنچاؤ رشوت کہ حاکم کو رفیق کر کر کسی کا مال کھا جاؤ۔

"ناجائز طور پر کھانے میں" وہ سب ناجائز طریقے بند کر دیئے گئے۔ جن سے حقوق العباد تلف ہوتے ہیں۔ مثلاً اس جگہ رشوت، چوری، غصب، دغابازی اور حیلہ سازی سے دولت کمانا یا دوسرے ناجائز طریقوں سے لوگوں کے اموال خورد برد کرنے کا سدِّ باب فرمایا۔ رشوت دے دلا کر حکام سے تعلقات پیدا کرنے کی قطعی ممانعت فرما دی۔

حدیث۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت دینے والے، اور رشوت لینے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ اور دوسری روایت میں "رائش" پر بھی لعنت فرمائی ہے۔ یعنے اس شخص پر جو رشوت لینے والے اور دینے والے کے درمیان کا واسطہ ہو۔

(مشکوٰۃ جلد دوم ۳۵۶۵)

الحاصل اس حدیث میں تین شخصوں پر لعنت فرمائی۔ (۱) راشی (۲) رشوت دینے والا (۳) رشوت دلانے والا دلال یا ایجنٹ۔

تحائف کی صورت میں رشوت

حکام کو تحفے و تحائف کی صورت میں اہل حاجت رشوت پیش کر سکتے ہیں۔ اس معاملہ میں بڑی احتیاط برتنی چاہیئے۔ اور اجتناب کو اپنا شعار بنانا چاہیئے۔

ہمارے اسلاف کی اختیار کردہ راہیں ایسے معاملات میں ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں تحفہ درحقیقت تحفہ ہوتا تھا۔ اور اس زمانہ میں رشوت ہے۔" (بخاری کتاب الہبہ)

یہ ارشاد مبارک بالکل برحق ہے۔ سرکار دو عالمؐ کا زمانہ بہترین زمانہ تھا۔ ہر شخص اخلاص کی دولت سے لبریز تھا۔ ہر فعل میں رضاجوئی مولائے پاک مدنظر تھی۔ اس لئے ان حضرات کے کام اللہ تعالیٰ کے لئے تھے۔ تحفے دے کر آپس میں محبت بڑھانا مقصود تھا۔ مگر اب ایسے مخلص تحائف پیش کرنے والے کہاں ملیں گے؟ اب تو سوائے غرض کے کوئی مسنونہ سلام تک نہیں کرتا۔

حدیث۔ حضرت ابوحمید ساعدیؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ازدی شخص کو وصولِ زکوٰۃ کے لئے تحصیلدار مقرر فرمایا۔ جب عامل مذکور اپنے کام سے فارغ ہو کر واپس آیا تو کہنے لگا یہ مال تو آپ کا ہے۔ اور یہ مجھے ہدیہ میں ملا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تو اپنے والدین کے گھر کیوں نہ بیٹھا رہا۔ پھر دیکھتا کہ تجھے کتنا ہدیہ ملتا ہے۔ (بخاری کتاب الہبہ)

حضرت ابن سیرینؒ کا قول ہے کہ "سُحت" کے معنی اس رشوت کے ہیں جو لینے کے بعد مقدمہ کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ (بخاری۔ کتاب الاجارہ)

حدیث۔ حضرت ابوامامہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی حاکم یا امیر سے کسی کی سفارش کرے اور پھر اس حاکم کو ہدیہ بھیجے اور وہ اس ہدیہ کو قبول کر لے۔ تو اس کا یہ فعل ایسا ہے۔ گویا کہ وہ سود کے بڑے دروازہ سے داخل ہُوا (مشکوٰۃ)

المختصر حاکم کے لئے فی زمانہ سلامتی کی یہی راہ ہے۔ کہ ہدیہ کی صورت میں کچھ لینے سے انکار کر دے۔ ایسا نہ ہو کہ رشوت کی پوشیدہ صورت ہو یا سود کے لینے کا مرتکب ہو جائے۔ ہر صورت کبیرہ گناہ کی ہے۔ رشوت سے بچنے کا طریقہ یہی ہے کہ لوازماتِ رشوت سے بھی دُور بھاگے۔ رشوت کھا کر اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو دوزخ کا ایندھن نہ بنائے کیونکہ "جس بدن نے حرام مال سے پرورش پائی ہے وہ جنّت میں داخل نہ ہوگا۔"

رشوت کے پھندے سے بچنے کے لئے حتی المقدور اپنی بود و باش میں سادگی اختیار کی جائے۔ فضول تکلفات میں پڑ کر ضروریات اور خواہشات کا دائرہ اتنا وسیع نہ کر دیا جائے کہ مقررہ ماہانہ تنخواہ پانے والوں کی طرف دیکھے۔ کہ وہ کس طرح اپنی قلیل آمدنی سے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پال رہے ہیں۔ اپنے سے اُونچے طبقے کے لوگوں کی طرف التفات نہ کرے۔ ورنہ قلب مطمئن اور شاکر نہ رہے گا۔ ہمارے اسلاف اپنے حکام کو سادہ زندگی بسر کرنے کی بڑی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ تاکہ حلال آمدنی سے زندگی کے چار دن گزر جائیں اور حرام سے بچ جائیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب اپنے حکام کو ڈیوٹی پر بھیجتے تو یہ شرطیں لیتے:۔

۱۔ ترکی گھوڑے پر سواری نہ کرونگا۔
۲۔ میدہ کا استعمال نہ کرونگا۔
۳۔ باریک لباس نہ پہنوں گا۔
۴۔ اور اپنے دروازے حاجتمندوں پر بند نہ کروں گا۔

ساتھ ہی فرما دیتے۔ اگر ان شرائط میں سے کسی شرط کو توڑو گے۔ تو سزا پاؤ گے۔

(مشکوٰۃ جلد دوم)

الحاصل مذکورہ بالا شرائط میں سواری میں سادگی اور لباس میں سادگی کا حکم دیا گیا ہے۔ اگر ان تین مدوں پر کڑی نظر رکھی جائے۔ اور سادگی برتی جائے تو ہر حاجتمند کے لئے اس کا دروازہ کھلا نظر آئے گا۔ اور بے لوث خدمت کا جذبہ پیدا ہو جائے گا۔ لوگوں کے اموال اور حکومت کے مال میں ناجائز

(باقی صفحہ ۱۹ پر)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۷ جمادی الثانی ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۹ دسمبر ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

ایک قاعدہ کلیہ

جس سے اپنی عزّت کرانا چاہتے ہو پہلے خود اس کی عزّت کرو

برادران اسلام - ہر وہ مسلمان جو اسلام کی حقیقت کو سمجھتا ہے اور مذہب اسلام کے لوازمات اور اس مذہب کے موافق اور مخالف انسانوں کے دُنیوی اور اُخروی نتائج اعمال پر اس کی نظر ہے - اس کے دل میں

یقیناً یہ تمنّا

اور آرزو ہوتی ہے کہ دربار[1] الٰہی میں میری عزّت ہو - اور دربار[2] رسالت میں بھی مجھ پر نظر عنایت اور شفقت ہی ہو - اور میرے ہم مذہب بھائیوں (مسلمانوں) کی نظر میں بھی باوقار اور قابل اعتماد بن کر رہوں - اور برادران اسلام کی نظر میں میرا یہ احترام اور اعزاز دنیاوی زندگی کے آخر لمحہ تک قائم رہے -

دربار الٰہی میں عزت حاصل کرنے کے لئے مسلمان کو کس قسم کے طریقے اختیار کرنے چاہئیں

پہلا

(وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِکَ رُسُلًا اِلٰی قَوۡمِهِمۡ فَجَآءُوۡهُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ فَانۡتَقَمۡنَا مِنَ الَّذِیۡنَ اَجۡرَمُوۡا ؕ وَکَانَ حَقًّا عَلَیۡنَا نَصۡرُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۝)

سورہ الروم رکوع ۵ پارہ ۲۱

ترجمہ - اور ہم تم سے پہلے کتنے رسول اپنی اپنی قوم کے پاس بھیج چکے ہیں - سو ان کے پاس نشانیاں لے کر آئے - پھر ہم نے اُن سے بدلہ لیا - جو گنہگار تھے - اور مومنوں کی مدد ہم پر لازم تھی -

اللہ تعالیٰ سے مدد حاصل کرنے کے لئے ایمان شرط ہے

ایمان کی تعریف

جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خود بیان فرمائی ہے -

اَنۡ تُؤۡمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِهٖ وَکُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَتُؤۡمِنَ بِالۡقَدۡرِ خَیۡرِهٖ وَشَرِّهٖ -" مشکوٰۃ شریف عن عمرؓ بن الخطاب فصل اوّل

ترجمہ - (ایمان یہ ہے) کہ تو اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اور رسولوں پر قیامت کے دن پر اور تقدیر کی بھلائی اور برائی پر (یقین) و ایمان رکھ -

دُوسرا

اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرنے سے امدادِ الٰہی حاصل ہوتی ہے

(یَآ اَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ تَنۡصُرُوا اللّٰہَ یَنۡصُرۡکُمۡ وَیُثَبِّتۡ اَقۡدَامَکُمۡ ۝) سورہ محمد رکوع ۱ پارہ ۲۶

ترجمہ - اے ایمان والو اگر تم اللہ کی مدد کرو گے - وہ تمہاری مدد کریگا - اور تمہارے قدم جمائے رکھے گا -

ہر مسلمان اللہ تعالیٰ کے دین کی حسب حیثیت امداد کر سکتا ہے

اس کی مثالیں

پہلی

دینی تعلیم دینے والا اُستاد بھی اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کر رہا ہے (خواہ قرآن شریف ناظرہ پڑھائے یا حفظ کرائے یا مسلمان بچوّں یا بڑوں کو نماز یاد کرائے - یا عالم دین قرآن مجید اور احادیثِ رسول کا درس دے - یا قرآن مجید اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے مطالب سمجھنے کے لئے طلبۂ علوم دینیہ کو صرف - نحو - ادب وغیرہ علوم کی کتابیں پڑھائے - تاکہ ان کو قرآن مجید اور حدیث شریف کی عبارت اور اس کا مطلب سمجھنے کی استعداد پیدا ہو جائے -

ایک سقّہ (ماشکی) بھی اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کر سکتا ہے

مثلاً مسجد میں پانی کی دو مشکیں نمازیوں کے لئے ڈال جائے - تاکہ نماز کے وقت وضو کر سکیں - یا مدرسہ عربیہ دینیہ میں طلبہ کے پانی پینے کے جو مٹکے ہیں اُن میں پانی ڈال جائے - تاکہ طالب علم پئیں

ایک موچی بھی اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کر سکتا ہے

مثلاً موچی، اللہ تعالیٰ کا دین پڑھانے والے علماء کرام یا طلبہ علوم دینیہ کی جوتیاں مُفت گانٹھ دیتا ہے - یعنی یہ خدمت محض اللہ تعالیٰ کے دین کی نسبت کے خیال سے کرتا ہے - اس شخص کو اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرنے والوں میں شمار کیا جائیگا -

ایک حجام بھی اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کر سکتا ہے

مثلاً وہ عالم دین یا علم دین کے کسی طالب العلم سے یہ کہتا ہے کہ چونکہ آپ دین کی خدمت کر رہے ہیں اس لئے آپ مجھ سے مفت حجامت کرا لیا کریں - تاکہ آپ کی دین کی خدمت میں میرا حصّہ بھی ہو جائے -

اللہ تعالیٰ کی طرف سے مذکور الصدر تمام خدمت کرنے والوں کو جزائے خیر دینے کا وعدہ

(اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ۝ۙ)

سورہ التوبہ رکوع ۱۵ پارہ ۱۱

ترجمہ - بیشک اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر

ضائع نہیں کرتا۔

مذکور الصدر احباب میں سے ہر ایک نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے دینداروں کی حسب توفیق مفت خدمت کی ہے۔ اس لئے سب کو بارگاہ الٰہی سے اجر ملے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نظر سے آسمانوں اور زمین میں ایک ذرہ بھی پوشیدہ نہیں ہے

اس کا ثبوت ملاحظہ ہو

(وَلَا یَعْزُبُ عَنْہُ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَلَا اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِکَ وَلَا اَکْبَرُ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۝) سورہ السبا رکوع ۱ پارہ ۲۲

ترجمہ۔ جس (اللہ تعالیٰ) سے آسمانوں اور زمین کی کوئی چیز ذرہ کے برابر بھی غائب نہیں۔ اور نہ ذرہ سے چھوٹی اور نہ بڑی کوئی بھی ایسی چیز نہیں۔ جو لوح محفوظ میں نہ ہو۔

تیسرا

اللہ تعالیٰ کی ہردم راہنمائی اور معیت الٰہی کا شرف حاصل کرنے کا طریقہ

(وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝) سورہ العنکبوت رکوع ۷ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ اور جنہوں نے ہمارے لئے کوشش کی۔ ہم انہیں ضرور اپنی راہیں سجھا دیں گے اور بے شک اللہ نیکو کاروں کے ساتھ ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ " یعنی جو لوگ اللہ کے واسطے محنت اٹھاتے اور سختیاں جھیلتے ہیں اور طرح طرح کے مجاہدات میں سرگرم رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ایک خاص نور بصیرت عطا فرماتا اور اپنے قرب و رضا یا جنت کی راہیں سجھاتا ہے۔ جوں جوں وہ ریاضات و مجاہدات میں ترقی کرتے ہیں۔ اسی قدر ان کی معرفت و انکشاف کا درجہ بلند ہوتا جاتا ہے۔ اور وہ باتیں سوجھنے لگتی ہیں کہ دوسروں کو ان کا احساس تک نہیں ہوتا۔"

ضروری نوٹ

حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے اس حاشیہ کے الفاظ کو حقیقی اور اصلی طور پر فقط وہی شخص سمجھ سکتا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے نور بصیرت عطا فرمایا ہوا ہو۔ اور اس نور بصیرت کے حامل ہمیشہ دنیا میں رہتے ہیں۔ تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ علیہ وسلم کی امت کو اس چیز کا قائل کر سکیں۔ بقول شخصے۔ آنچہ از دل می خیزد۔ بر دل می ریزد۔ اگرچہ مسلمان تو ان حضرات سے عقیدتمندی کے باعث شرح صدر سے مان لیں گے۔ کہ ان کا فرمانا ان کے عاشقوں کے لئے حجت قطعی ہو جاتا ہے اور جو لوگ ان حضرات سے عقیدتمندی کی نعمت سے محروم ہوں۔ ان کو یہ بابصیرت حضرات چیلنج دے سکتے ہیں کہ

بیٹا آؤ

بقول شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ ریاضات و مجاہدات کے لئے کمربستہ ہوکر آؤ۔ اس دشوار گزار راستہ پر چلو۔ اگر تم میں اخلاص ہوگا۔ اور ریاضات و مجاہدات کی منزلیں تم طے کرتے گئے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید واثق ہے۔ کہ تمہارے قلب کو اس نور بصیرت سے منور فرما دے گا۔

البتہ

اس نعمت عظمیٰ کے حاصل ہونے کی میعاد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ کتنی ہوگی۔ ممکن ہے کہ دس سال ہو۔ یا بیس سال یا اس سے بھی زائد ہو۔ کیا سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عہدہ جلیلہ چالیس سال زندگی بسر کرنے کے بعد نہیں ملا۔ عطیات الٰہی اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہوتی ہیں۔ جب اس کی رحمت جوش میں آئے۔ تو عطا فرما دیتا ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے۔ کہ جو کچھ وہ کرتا ہے۔ وہ بالکل ٹھیک ہوتا ہے۔ اور بالکل عین اس کی تقدیر کے مطابق ہوتا ہے۔

چوتھا طریقہ

دربار الٰہی میں عزت حاصل کرنے کا چوتھا طریقہ مندرجہ ذیل آیات میں ملاحظہ ہو۔

(وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ۝ فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ یَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝)

سورہ آل عمران رکوع ۱۷ پارہ ۴

ترجمہ۔ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں انہیں مُردے نہ سمجھو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے ہاں سے رزق دیئے جاتے ہیں۔ اللہ نے اپنے فضل سے جو انہیں دیا ہے۔ خوش ہونے والے ہیں۔ اور ان کی طرف سے بھی خوش ہوتے ہیں جو ابھی تک ان کے پیچھے سے ان کے پاس نہیں پہنچے۔ اس لئے کہ نہ ان پر خوف ہے اور نہ وہ غم کھائیں گے۔ اللہ کی نعمت اور فضل سے خوش ہوتے ہیں۔ اور اس بات سے کہ اللہ ایمانداروں کی مزدوری کو ضائع نہیں کرتا۔

دربار رسالت سے عزت حاصل کرنیکے طریقے

پہلا

(فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝)

سورہ النساء رکوع ۹ پارہ ۵

ترجمہ۔ سو تیرے رب کی قسم ہے۔ یہ کبھی مومن نہیں ہونگے۔ جب تک کہ اپنے اختلافات میں تجھے منصف نہ مان لیں۔ پھر تیرے فیصلہ پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں۔ اور خوشی سے قبول کریں۔

حاصل

یہ نکلا کہ ہر مسلمان کا فرض عین ہے کہ ہر معاملہ (خواہ دین کا ہو یا دنیا کا۔ انفرادی حیثیت رکھتا ہو یا اجتماعی) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو دل و جان سے تسلیم کرے۔ اور اس فیصلے کے تسلیم کرنے میں ذرہ جتنی دل میں ہچکچاہٹ بھی محسوس نہ ہو۔

دوسرا

(وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْکَ صُدُوْدًا ۝) سورہ النساء رکوع ۹ پارہ ۵

ترجمہ۔ اور جب انہیں کہا جاتا ہے۔ جو چیز اللہ نے نازل کی ہے اس کی طرف آؤ۔ اور رسول کی طرف آؤ۔ تو تو منافقوں کو دیکھیگا۔ کہ تجھ سے پہلو تہی کرتے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا - کہ جو شخص کلام الٰہی (قرآن مجید) اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو تسلیم نہ کرے وہ منافق ہے + آپ کو معلوم ہے کہ منافق کی قانونِ الٰہی میں کیا سزا ہے -

منافق کی سزا

(اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِیْرًا ۙ) سورہ النساء رکوع ۲۱ پارہ ۵

ترجمہ- بیشک منافق دوزخ کے سب سے نیچے درجہ میں ہونگے- اور تو ان کے واسطے کوئی مددگار ہرگز نہ پائیگا-

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں - " یعنی مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی کرنا دلیل ہے - نفاق کی - جیسا کہ منافقین کرتے ہیں - سو تم اے مسلمانو! ایسا ہرگز مت کرنا - ورنہ خداوند تعالےٰ کا صریح الزام اور پوری حجّت تم پر قائم ہو جائے گی - کہ تم بھی منافق ہو- اور منافقوں کے لئے دوزخ کا سب سے نیچا طبقہ مقرر ہے - اور کوئی ان کا مددگار نہیں ہوسکتا - کہ اس طبقہ سے ان کو نکالے - یا عذاب سے کچھ تخفیف کرائے - مسلمانوں کو ایسی باتوں سے دُور رہنا چاہئے-

البتہ نفاق سے توبہ کرنیوالوں کی توبہ دُنیا میں قبول ہوسکتی ہے

(اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِیْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۭ وَسَوْفَ یُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝)

سورہ النساء رکوع ۲۱ پارہ ۵

ترجمہ- (مگر جنہوں نے توبہ کی - اور اپنی اصلاح کی - اور مضبوط پکڑا اللہ کو - اور اپنے دین کو خالص اللہ ہی کے لئے کیا - تو وہ لوگ ایمان والوں کے ساتھ ہیں - اور اللہ جلدی ایمان والوں کو بہت بڑا ثواب دیگا) لہٰذا دربارِ رسالت سے عزّت پانے کے لئے نفاق سے تائب ہونا ضروری ہے -

دربارِ رسالت سے عزّت حاصل کرنے کا طریقہ اس کا متعدد احادیث سے ثبوت

پہلی

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰهِ وَخَیْرَ الْهَدْیِ هَدْیُ مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَکُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ

رواہ مسلم- ترجمہ - جابرؓ سے روایت ہے کہا- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے - اور بہترین سیرۃ محمدؐ کی سیرۃ ہے اور بُرے کاموں میں سے (دین میں) اپنی طرف سے بنائی ہُوئی چیزیں ہیں - اور ہر چیز جو (اپنی طرف سے دین میں) بنائی جائے - وُہ گمراہی ہے -

حاصل

یہ نکلا کہ چونکہ بہترین کلام اللہ تعالےٰ کی ہے - یعنی قرآن مجید - لہٰذا اسی کو اپنا دستور العمل بنانا چاہئے - اور قرآن مجید پر عمل کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ سامنے رکھنا چاہئے - کہ آپ نے کس طرح پر عمل کیا تھا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے دربار میں عزّت تب ہی نصیب ہوسکتی ہے - کہ آپ کی سیرۃ کا عملی اتباع کیا جائے - اس کے علاوہ اپنی طرف سے کوئی چیز ایجاد کرکے اس کو جزو دینِ محمدی نہ بنایا جائے - جزو دین محمدی بنانے کی علامت یہ ہے - کہ جو شخص اس چیز کو جزو دین نہ بنائے اس پر طعن کیا جائے - یہ یاد رہے کہ کسی مسلمان پر طعن یا اعتراض فقط دین کے اسی حصّہ پر کیا جا سکتا ہے - جو قرآن مجید میں آئے - یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت میں پایا جائے - ان دو چیزوں سے جو چیزیں زائد ہوں - ان پر عمل کرنے کے لئے کسی مسلمان کو مجبور نہیں کیا جاسکتا وما علینا الا البلاغ -

دوسری

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کُلُّ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰی قِیْلَ وَمَنْ اَبٰی قَالَ مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی - رواہ البخاری

ترجمہ - ابی ہریرہؓ سے روایت ہے - کہا- رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا - میرا ہر اُمّتی بہشت میں داخل ہوگا - مگر جس نے انکار کیا - آپ سے عرض کی گئی اور کس نے انکار کیا - آپؐ نے فرمایا - جس نے میری فرمانبرداری کی - بہشت میں داخل ہوگا - اور جس نے میری نافرمانی کی - پس تحقیق اُس نے (گویا کہ) انکار کیا-

آنکھیں کھول کر دیکھیں

موجودہ دور کے مسلمانوں سے عرض کرتا ہوں کہ حضور انور صلّی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد میں (احکام نبویہ کو) عمل میں نہ لانے والوں کو انکار کرنے والے فرمایا ہے - اور پھر فرمایا کہ انکار کرنے والے بہشت میں نہیں جائیں گے (اس کا صاف یہ مطلب ہے کہ عمل نہ کرنے والے دوزخ میں جائیں گے)-

کیا ہر مسلمان

پر خواہ مرد ہو یا عورت - پنج وقتہ روزانہ نماز فرض نہیں ہے - اور کتنے پڑھتے ہیں- نہ پڑھنے والے خواہ امیر ہوں یا غریب سب کے لئے ایک ہی قانون ہے یعنی دوزخ میں جانا -

اور کیا ہر مسلمان

پر خواہ مرد ہو یا عورت - ہر سال رمضان شریف کے روزے فرض نہیں ہیں - پھر جو لوگ روزے نہیں رکھتے - کیا وُہ نافرمانوں کی فہرست میں شامل نہیں ہونگے اور بہشت کی بجائے دوزخ کا ایندھن نہیں بنیں گے - اور کیا اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں امیر اور غریب کا امتیاز ہے - ہرگز نہیں - اور موجودہ دور میں یہ بھی اندازہ لگائیے - کہ روزے رکھنے والے زیادہ ہیں یا نہ رکھنے والے -

اور کیا ہر مسلمان

جس کے پاس اتنا مال ہے - جس پر شرعاً زکوٰۃ لازم آتی ہے - خواہ مرد ہو یا عورت آج کل کے دَور میں کتنے مرد اور عورتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ڈر کر باقاعدہ سال کے ختم ہونے پر زکوٰۃ ادا کرتے ہیں - غور کیجئے جن پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے - ان میں سے زکوٰۃ ادا کرنے والے زیادہ ہیں - یا نہ دینے والے اور کیا زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں اور زکوٰۃ نہ ادا کرنے والیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح میں انکار کرنے والوں کی فہرست میں شامل نہیں کیا جائے گا - اور کیا پھر ایسی حالت میں ان

کا ٹھکانا بہشت ہوگا؟

اور کیا ہر وہ مسلمان

جو مرد ہو یا عورت جس کے پاس اتنا روپیہ ہو کہ خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے جاسکتے ہوں۔ البتہ عورت کے لئے سفر حج کے لئے ایک شرط زائد ہے۔ جو مرد کے لئے نہیں۔ کہ عورت کا خاوند یا اس کا محرم (جس کے ساتھ عورت کا نکاح حرام ہو۔ مثلاً باپ یا بیٹا یا بھائی یا تایا یا چچا یا ماموں وغیرہ) کیا حج کے لئے جانے کی توفیق رکھنے والوں میں کتنے حج کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ اگر آپ اندازہ لگائیں گے تو اس فرض کے ادا کرنے والے بھی کم ہی پائیں گے۔

تبصرہ

ابھی چند سطور ہیں میں نے جو تبصرہ کیا ہے۔ وہ فقط ارکان اسلام کے متعلق کیا ہے۔ حالانکہ ان کے علاوہ اسلام کے احکام اور بھی بے شمار ہیں۔ جن پر عمل کرنے ہی سے مسلمان (الا من ابی ترجمہ۔ مگر جس نے انکار کیا) کے کھاتے سے نکل کر مسلمانوں کی فہرست میں شامل ہوسکتا ہے۔

تیسری

عَنْ اَبِیْ طَلْحَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَاءَ ذَاتَ یَوْمٍ وَالْبِشْرُ فِیْ وَجْھِہٖ فَقَالَ اِنَّہٗ جَاءَنِیْ جِبْرِیْلُ فَقَالَ اِنَّ رَبَّکَ یَقُوْلُ اَمَا یُرْضِیْکَ یَا مُحَمَّدُ اَنْ لَّا یُصَلِّیَ عَلَیْکَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِکَ اِلَّا صَلَّیْتُ عَلَیْہِ عَشْرًا وَلَا یُسَلِّمُ عَلَیْکَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِکَ اِلَّا سَلَّمْتُ عَلَیْہِ عَشْرًا رواہ النسائی والدارمی

ترجمہ۔ ابی طلحہؓ سے روایت ہے۔ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن تشریف لائے اور آپؐ کے چہرے پر خوشی کے آثار تھے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ تحقیق میرے پاس جبرائیلؑ آئے تھے۔ پھر فرمایا۔ بیشک آپ کا رب فرماتا ہے۔ کہ اے محمدؐ۔ کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں ہے کہ تیری امت میں سے کوئی شخص تم پر درود بھیجے۔ اور میں دس مرتبہ اس پر رحمت نازل کروں۔ اور تیری امت میں سے کوئی تجھ پر سلام بھیجے اور میں اس پر دس مرتبہ سلام بھیجوں۔

اس اعلان سے ثابت ہوا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت اور محبت رکھنے والوں کو دربار الٰہی سے یہ اجر ملے گا۔ کہ آپ پر ایک مرتبہ درود شریف بھیجنے سے اللہ تعالےٰ کی طرف سے دس رحمتیں نصیب ہوں گی۔ اور ایک مرتبہ سلام بھیجنے سے ۱۰ دس مرتبہ سلام کا پیغام آئے گا۔

قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کو اپنے لئے ریزرو کرانے کا طریقہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا یَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّہٗ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِھَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللّٰہَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ فَاِنَّھَا مَنْزِلَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ لَا یَنْبَغِیْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰہِ وَاَرْجُوْ اَنْ اَکُوْنَ اَنَا ھُوَ فَمَنْ سَاَلَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ حَلَّتْ عَلَیْہِ الشَّفَاعَۃُ رواہ مسلم

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم موذن کو سنو۔ پھر تم بھی کہو۔ جس طرح وہ کہتا ہے۔ پھر مجھ پر درود بھیجو۔ پس تحقیق واقعہ یہ ہے۔ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا۔ اللہ (تعالےٰ) اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا۔ پھر اللہ (تعالےٰ) سے میرے لئے وسیلے کی دعا مانگو۔ پس تحقیق وہ وسیلہ بہشت میں ایک مرتبہ ہے۔ اللہ کے بندوں میں سے سوائے ایک بندے کے اور کسی کے لئے نہیں ہوگا۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہی ہوں۔ پھر جس شخص نے میرے لئے وسیلے کی دعا کی۔ اس شخص کے لئے میری شفاعت حلال ہو جائے گی۔

حاصل

یہ نکلا کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وسیلے کی دعا کرے گا اس کے صلہ میں حضور انورؐ اس کی شفاعت فرمائیں گے۔ تو گویا کہ اس شخص نے دنیا ہی میں اپنے لئے شفاعت حاصل ہونے کا حق ریزرو کرالیا۔

دعا

دربار رسالت سے عزت پانے کے لئے جو اسباب کتاب و سنۃ سے پیش کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب مسلمانوں کو اپنے اپنے حق میں ان کے مہیا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

انسانوں کی نظر میں عزت حاصل کرنے کا طریقہ

چونکہ ہر انسان کے مختلف انسانوں سے مختلف قسم کے تعلقات ہیں۔ اس لئے تمام انسانوں کی نظر میں عزت اور احترام حاصل کرنے کے طریقے بھی مختلف ہوں گے۔ مثلاً

ماں باپ کے ساتھ

جو تعلق ہے اسے ایسے طریقہ سے نباہیا جائے۔ کہ ان کے دلوں سے دعا نکلے۔ اور اللہ تعالےٰ بھی راضی ہو جائے۔

اس کے متعلق قرآن مجید کی ہدایات

(وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَآ اَوْ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَۃِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ۵)

سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ اور تیرا رب فیصلہ کرچکا ہے۔ کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔ اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں۔ تو انہیں اف بھی نہ کہو۔ اور نہ انہیں جھڑکو۔ اور ان سے ادب سے بات کرو۔ اور ان کے سامنے شفقت سے عاجزی کے ساتھ جھکے رہو۔ اور کہو۔ اے میرے رب۔ جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا ہے۔ اسی طرح تو بھی ان پر رحم فرما۔

اگر ان ہدایات کی خلاف ورزی کی گئی

تو ماں باپ کے دل سے جو بددعائیں نکلیں گی وہ براہ راست انسان کو دوزخ میں لے جانے کے لئے کافی ہوں گی۔ اس کے علاوہ اللہ تعالےٰ کے نازل کردہ احکام کی مخالفت کے باعث بھی اس شخص پر فرد جرم لگے گا۔ اس لحاظ سے بھی بجائے رحمت کے اس شخص پر لعنت برسے گی۔ اور بجائے بہشت کے داخلہ کے جہنم رسید ہوگا۔ اللھم لا تجعلنا منھم۔

دربار رسالت سے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبُوْكَ وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اَبَاكَ ثُمَّ اَدْنَاكَ اَدْنَاكَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ -

ترجمہ - ابی ہریرہؓ سے روایت ہے - ایک شخص نے عرض کی - یا رسول اللہ - میری اچھی صحبت کے لئے کون شخص زیادہ حقدار ہے - آپؐ نے فرمایا - تیری ماں - پھر اس نے عرض کی - پھر کون - آپؐ نے فرمایا - تیری ماں - عرض کی - پھر کون - پھر آپؐ نے فرمایا - تیری ماں - پھر کون - آپ نے فرمایا تیرا باپ - پھر تیرا قریبی رشتہ دار پھر تیرا قریبی رشتہ دار - اور ایک روایت میں ہے - آپ نے فرمایا - تیری ماں پھر تیری ماں پھر تیری ماں پھر تیرا باپ

حاصل

یہ ہے کہ ماں باپ کا حق دوسرے سب رشتہ داروں سے مقدم ہے - بھائی اور بہنیں تو بجائے خود رہے - بیوی بچوں سے بھی مقدم ماں باپ کا حق ہے - انسان کا فرض ہے کہ جو کما کر لائے سب سے پہلے ماں باپ کی ضرورت پوری کرے - اس کے بعد بیوی بچوں کو دے -

اس مضمون پر دربار رسالت سے ایک عجیب شہادت

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَمَا ثَلٰثَةُ نَفَرٍ یَتَمَاشَوْنَ اَخَذَهُمُ الْمَطَرُ فَمَالُوْا اِلٰی غَارٍ فِی الْجَبَلِ فَانْحَطَّتْ عَلٰی فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِّنَ الْجَبَلِ فَاَطْبَقَتْ عَلَیْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اُنْظُرُوْا اَعْمَالًا عَمِلْتُمُوْهَا لِلّٰهِ صَالِحَةً فَادْعُوا اللّٰهَ بِهَا لَعَلَّهٗ یُفَرِّجُهَا فَقَالَ اَحَدُهُمْ اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ كَانَ لِیْ وَالِدَانِ شَیْخَانِ كَبِیْرَانِ وَلِیْ صِبْیَةٌ صِغَارٌ كُنْتُ اَرْعٰی عَلَیْهِمْ فَاِذَا رُحْتُ عَلَیْهِمْ فَحَلَبْتُ بَدَاْتُ بِوَالِدَیَّ اَسْقِیْهِمَا قَبْلَ وَلَدِیْ وَاِنَّهٗ قَدْ نَاٰی بِیَ الشَّجَرُ فَمَا اَتَیْتُ حَتّٰی اَمْسَیْتُ فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ اَحْلُبُ فَجِئْتُ بِالْحِلَابِ فَقُمْتُ عِنْدَ رُؤُسِهِمَا اَكْرَهُ اَنْ اُوْقِظَهُمَا وَاَكْرَهُ اَنْ اَبْدَاَ بِالصِّبْیَةِ قَبْلَهُمَا وَالصِّبْیَةُ یَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَیَّ فَلَمْ یَزَلْ ذٰلِكَ دَاْبِیْ وَدَاْبَهُمْ حَتّٰی طَلَعَ الْفَجْرُ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّیْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرٰی مِنْهَا السَّمَاءَ فَفَرَّجَ اللّٰهُ لَهُمْ حَتّٰی یَرَوْنَ السَّمَاءَ (الحدیث) متفق علیہ

ترجمہ - عبداللہؓ بن عمرؓ سے روایت ہے - وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں - آپؐ نے فرمایا - ایک موقعہ پر تین آدمی جا رہے تھے کہ ان کو مینہ نے آلیا - وہ پہاڑ کی ایک غار میں گھس گئے - پہاڑ سے غار کے منہ پر ایک پتھر آپڑا - اور غار کو بند کر دیا - تینوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا - اپنے ان نیک اعمال پر نظر ڈالو - جو خاص طور پر خدا کے لئے کئے ہوں - اور اس عمل کے وسیلہ سے خدا سے دعا مانگو - امید ہے کہ خدا تعالے اس پتھر یا اس مصیبت کو دور کر دے - ایک نے ان میں سے کہا - اے اللہ میرے ماں باپ بہت بوڑھے تھے - اور میرے کئی چھوٹے بچے تھے - اور میں بکریاں چرایا کرتا تھا تاکہ ان کا دودھ ان سب کو پلاؤں - جب شام ہو جاتی - تو میں گھر آتا - دودھ دوہتا اور سب سے پہلے اپنے ماں باپ کو پلاتا - پھر بچوں کو دیتا - ایک روز ایسا اتفاق ہوا - کہ چراگاہ کے درخت مجھ کو دور لے گئے - (یعنی بکریوں کو چراتا چراتا میں دور نکل گیا) اور وقت پر گھر نہ آسکا - یہاں تک کہ شام ہوگئی - جب گھر پہنچا - تو دیکھا کہ میرے ماں باپ دونوں سوگئے ہیں - میں نے حسب معمول دودھ دوہا - پھر دودھ کا برتن لے کر ماں باپ کے پاس پہنچا - اور ان کے سرہانے کھڑا ہوگیا - مجھ کو ان کو جگانا بھی برا معلوم ہوا - اور یہ بھی کہ ماں باپ سے پہلے بچوں کو دودھ پلاؤں - بچے میرے پاؤں کے پاس پڑے بھوک سے روتے اور چلاتے تھے - اور میں دودھ لئے کھڑا تھا - صبح تک یہی کیفیت رہی - (یعنی میں دودھ لئے کھڑا رہا اور بچے روتے رہے - اور ماں باپ پڑے سوتے رہے) اے اللہ اگر تو جانتا ہے - کہ میں نے یہ کام محض تیری رضامندی اور خوشنودی کے لئے کیا ہے - تو تو اس پتھر کو اتنا کھول دے کہ ہم آسمان کو دیکھ سکیں - چنانچہ اللہ تعالے نے پتھر کو اتنا ہٹا دیا - کہ آسمان نظر آنے لگا -

آج کل کے نوجوان

اس واقعہ کو غور سے پڑھیں اور بار بار پڑھیں تاکہ ان کو بیوی بچوں کی خوشنودی اور خدمت سے بڑھ کر ماں باپ کی خوشنودی اور ان کی خدمت کو مقدم خیال کریں - تاکہ قبر کے عذاب اور قیامت کے دن ماں باپ کی بددعا اور دلی ناراضگی کے باعث دوزخ میں نہ جائیں -

وما علینا الا البلاغ -

ماں باپ کو مہربانی کی نظر سے دیکھنے کا ثواب

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ وَلَدٍ بَارٍّ یَنْظُرُ اِلٰی وَالِدَیْهِ نَظْرَةَ رَحْمَةٍ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ نَظْرَةٍ حَجَّةً مَبْرُوْرَةً قَالُوْا وَاِنْ نَظَرَ كُلَّ یَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ قَالَ نَعَمْ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَطْیَبُ - رواہ البیہقی فی شعب الایمان - ترجمہ - ابن عباسؓ سے روایت ہے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جو بیٹا کہ ماں باپ کی طرف رحمت اور شفقت کی نظر سے دیکھے - اللہ (تعالیٰ) اس کے حساب میں ہر نظر کے بدلے ایک مقبول حج کا ثواب لکھتا ہے - صحابہ (کرامؓ) نے عرض کی - اگرچہ دن بھر میں سو مرتبہ دیکھے - آپؐ نے فرمایا - ہاں - اللہ (تعالیٰ) بہت بڑا اور پاکیزہ ہے (یعنی اس کے خزانے میں کس چیز کی کمی ہے)

ماں باپ اگر ظلم بھی کریں - تو بھی سہنا چاہیئے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَصْبَحَ مُطِیْعًا لِلّٰهِ فِیْ وَالِدَیْهِ اَصْبَحَ لَهٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ الْجَنَّةِ وَاِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا وَمَنْ اَصْبَحَ عَاصِیًا لِلّٰهِ فِیْ وَالِدَیْهِ اَصْبَحَ لَهٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ النَّارِ اِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا قَالَ رَجُلٌ وَاِنْ ظَلَمَاهُ قَالَ وَاِنْ ظَلَمَاهُ وَاِنْ ظَلَمَاهُ وَاِنْ ظَلَمَاهُ -

رواہ البیہقی فی شعب الایمان -

ترجمہ - ابن عباسؓ سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جو شخص اس حال میں صبح کرے - کہ ماں باپ کے حق میں خدا کے احکام کی اطاعت کرتا ہو - (یعنی ماں باپ کے حقوق کو ادا کرتا ہو) تو وہ اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس کے لئے بہشت کے دو دروازے کھلے ہوتے ہیں - اور اگر ماں باپ میں سے ایک ہی زندہ ہو تو بہشت کا ایک دروازہ کھلا ہوتا ہے - اور جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ وہ ماں باپ کے حق میں خدا کا نافرمان ہو تو اس کے لئے دوزخ کے دروازے

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات مورخہ ۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۸ دسمبر ۱۹۵۸ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْدُ۔

آج کی تقریر کا عنوان ہے:

آسمانی تعلیم کی فقط انسان کو ضرورت ہے

انسان اپنے فرائض منصبی کو سمجھ ہی نہیں سکتا۔ جب تک کہ اسے آسمانی تعلیم نہ دی جائے۔ اس کے بغیر اس کا اپنے فرائض منصبی کو سمجھنا ناممکن ہے۔ آسمانی تعلیم کے بغیر نہ انسان اپنے فرائض منصبی کو سمجھیگا اور نہ ان کو بجا لائے گا۔ جو اس تعلیم سے ناآشنا ہیں وہ بدنصیب ہیں۔ اس سے تو بہتر تھا کہ ان کی مائیں نہ جنتیں۔ اور وہ اس دنیا میں نہ ہی آتے۔ آپ ہزار ترقیاں کر جائیے اور زمین و آسمان کے قلابے ملائیے۔ لیکن اگر آسمانی تعلیم حاصل نہیں تو اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کی کوئی قیمت نہیں یہ سب ترقیاں دنیا کے ساتھ وابستہ ہیں۔ مرنے کے بعد قبر جہنم کا گڑھا بن جائے گی۔

انسان کی دو زندگیاں ہیں۔ ۱۔ دنیا کی زندگی۔ ۲۔ مابعد الموت زندگی۔ آسمانی تعلیم دنیا کی زندگی پر اس لئے کنٹرول رکھتی ہے کہ انسان کی مابعد الموت زندگی سنور جائے۔ اس دنیا کی زندگی کی ضروریات کو تو حیوان بھی سمجھتے ہیں۔ مرنے کے بعد جو حالات پیش آنے والے ہیں ان کا پتہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ وہ انبیاء علیہم السلام کو اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان واسطہ بنا کر انسانوں کو مابعد الموت کے حالات سے مطلع فرماتا ہے۔ اس لئے مرنے کے بعد پیش آنے والے حالات پر آسمانی کتاب کے سوا کوئی کتاب نہیں لکھتی۔ مرنے کے بعد والی زندگی کے تمام مذاہب قائل ہیں۔ ہندو بھی اس زندگی کا قائل ہے۔ ہم کسی مرنے والے کے متعلق کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بہشت نصیب کرے۔ ہندو کہتا ہے پرماتما سورگ وچ واسا کرے۔ یعنی اللہ تعالیٰ بہشت میں جگہ دے۔ وہ بہشت کو سورگ اور دوزخ کو نرگ کہتا ہے۔ یہود اور نصاریٰ بھی بہشت اور دوزخ کے قائل ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ یہود سے فرماتے ہیں۔

(قُلْ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ هَادُوْۤا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِیَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ وَلَا یَتَمَنَّوْنَهٗۤ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ۝)

سورہ الجمعہ ع ۱ پ ۲۸

ترجمہ۔ کہدو اے لوگو جو یہودی ہو اگر تم خیال کرتے ہو کہ تم ہی اللہ کے دوست ہو سوائے دوسرے لوگوں کے تو موت کی آرزو کرو۔ اگر تم سچے ہو۔ اور وہ لوگ اس کی کبھی بھی تمنّا نہ کریں گے۔ بسبب ان (عملوں) کے جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجے۔ اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے)۔ یہود سمجھتے تھے کہ ہم ہی جنّت کے ٹھیکیدار ہیں۔ ان کے خیال میں مسلمان اور نصاریٰ جنّت میں ہرگز نہ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے فرماتے ہیں۔ کہ اگر تم جنّت کے ٹھیکیدار ہو تو موت کی تمنّا کیوں نہیں کرتے تاکہ مرتے ہی جنّت میں پہنچ جاؤ۔ پھر خود ہی فرماتے ہیں کہ یہ ظالم موت کی ہرگز تمنّا نہیں کریں گے۔ کیونکہ وہ ظالم جانتے ہیں کہ ہماری بداعمالیوں کے باعث ہماری قبریں جہنّم کا گڑھا بنیں گی۔

میں عرض کر چکا ہوں کہ انسان کی دو زندگیاں ہیں۔ ۱۔ دنیا کی زندگی۔ ۲۔ آخرت کی زندگی۔ انسان کے علاوہ جتنی جاندار مخلوق ہے۔ سب کی فقط ایک ہی دنیا کی زندگی ہے۔ اس زندگی میں کوئی کامیاب ہوگا اور کوئی ناکامیاب۔ مرنے کے بعد کسی کی قبر بہشت کا باغ ہوگی اور کسی کی جہنم کا گڑھا۔ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ ۔ (ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ جو بلند و بزرگی والا ہے۔ وہ جو فرمائے وہ بھی ٹھیک اور اس کا معزز رسول جو فرمائے وہ بھی ٹھیک اور ہم اس (صداقت) پر شہادت دینے والوں میں سے ہیں)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ٹھیک فرماتے ہیں۔ اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ (رواہ الترمذی)

ترجمہ۔ سوائے اس کے نہیں کہ قبر جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک (آگ کا) گڑھا ہے۔)

کوئی بڑے سے بڑا سائنسدان اس کے متعلق کچھ کہہ سکتا ہے؟ ایٹم بم بنانے والوں کو پتہ ہے کہ مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ مابعد الموت جو حالات پیش آنے والے ہیں اس کے متعلق یہ سب اندھے ہیں۔ ان حالات کا اللہ تعالیٰ ہی کو علم ہے اور وہ انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ انسانوں کو ان حالات سے مطلع فرما دیتے ہیں۔ اس وقت دنیا میں سوائے قرآن مجید کے کوئی آسمانی کتاب محفوظ نہیں ہے۔ اور نہ کسی قوم کے پاس اپنے پیغمبر کے ارشادات محفوظ ہیں۔ صرف مسلمانوں کو ہی یہ شرف حاصل ہے۔ کہ ان کی آسمانی کتاب (قرآن مجید) بھی محفوظ ہے۔ اور حضور انورؐ کے ارشادات بھی محفوظ ہیں۔ مرنے کے بعد جو سوالات ہونگے ان کے متعلق حضور انورؐ کا ایک ارشاد ملاحظہ ہو۔ (حدیث شریف لمبی ہے۔ اس کا متعلقہ حصّہ مع ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍؓ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَاْتِیْہِ مَلَکَانِ فَیُجْلِسَانِہٖ فَیَقُوْلَانِ لَہٗ مَنْ رَّبُّکَ فَیَقُوْلُ رَبِّیَ اللّٰہُ فَیَقُوْلَانِ لَہٗ مَا دِیْنُکَ فَیَقُوْلُ دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ فَیَقُوْلَانِ لَہٗ مَا ھٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ بُعِثَ فِیْکُمْ فَیَقُوْلُ ھُوَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَقُوْلَانِ لَہٗ وَمَا عِلْمُکَ فَیَقُوْلُ قَرَأْتُ کِتَابَ اللّٰہِ فَاٰمَنْتُ بِہٖ وَصَدَّقْتُ الحدیث۔

ترجمہ۔ براء بن عازبؓ سے روایت ہے۔ وہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ مردے کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ پس وہ اس کو بٹھاتے ہیں۔ پھر اس سے پوچھتے ہیں۔ تیرا رب کون ہے۔ وہ کہتا ہے۔ میرا رب اللہ ہے۔ پھر فرشتے پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے۔ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے۔ پھر وہ پوچھتے ہیں۔ جو شخص تمہارے پاس بھیجا گیا تھا۔ وہ کون ہے۔ وہ کہتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے رسولؐ ہیں۔ پھر وہ اس سے کہتے ہیں۔ تمہیں کس طرح علم ہوا وہ کہتا ہے میں نے خدا کی کتاب (قرآن مجید) پڑھی۔ اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی

ان سوالات کے جواب وہی صحیح دے سکے گا۔ جس نے دُنیا میں قرآن مجید پڑھا ہوگا۔ جن بدنصیبوں نے قرآن مجید کبھی نہیں پڑھا۔ ان کے جواب کا ذکر اسی حدیث میں آگے آتا ہے وہ تینوں سوالوں کا ایک ہی جواب دینگے۔ ھاہ ھاہ لا ادری (ترجمہ۔ ہائے ہائے میں نہیں جانتا)

وہ قومیں بدنصیب ہیں جن کے پاس نہ اپنی آسمانی کتاب موجود ہے اور نہ ان کو قرآن مجید پر ایمان نصیب ہوا۔ جن کو ایک وقت روٹی ملتی ہے ان کی دُنیا کی زندگی بھی بسر ہو ہی جاتی ہے۔ آرام سے نہ سہی تکلیف سے ہی سہی۔ اگر اللہ تعالٰے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین پر ایمان تھا اور حسب توفیق عمل بھی کرتے رہے تو قبر بہشت کا باغ بن جائے گی۔ لیکن اگر دُنیا میں عیش و آرام کے سارے سامان تو میسّر تھے مگر نہ دل میں ایمان تھا اور نہ عمل صالحہ کی توفیق تو قبر جہنم کا گڑھا بن جائے گی۔

صحیح معنوں میں انسان وہ ہے جو اپنے فرائض منصبی کو سمجھے۔ گاڑیبان بیل کو اور کوچوان گھوڑے کو مارتا ہے اگر وہ اپنی ڈیوٹی اچھی طرح نہ دے۔ اے انسان! کیا تیری بھی کوئی ڈیوٹی ہے یا نہیں؟ یا تو فقط پیشاب اور پاخانہ بنانے کی ہی مشین ہے؟ اللہ تعالٰے پاکیزہ اور عمدہ چیزیں بناتا جائے اور تو ان کو کھا پی کر پیشاب اور پاخانہ بناتا جائے۔ پانی پاک تھا۔ اے خبیث انسان! تیرے پیٹ میں گیا تو ناپاک ہوگیا۔ مُرغ پاک تھا تیرے پیٹ میں گیا تو پلید ہوگیا۔ اے انسان! یاد رکھ سؤر کے لئے دوزخ نہیں ہے۔ کُتّے کے لئے دوزخ نہیں ہے۔ لیکن اگر تو فرائض منصبی کو پُورا نہیں کرتا تو تیرے لئے دوزخ ہے۔

فقط قرآن مجید ہی فرائض حیاتِ انسانی بتلاتا ہے۔ قرآن مجید تمام آسمانی کتابوں کا ناسخ ہے۔ اور اسلام تمام آسمانی مذاہب کا ناسخ ہے۔ بدنصیب ہیں وہ جو قرآن مجید سے بے بہرہ ہیں۔ دوسری قوموں کو تو جانے دیجئے مسلمانوں کی اکثریت ایسے ہی بدنصیبوں کی ہے۔ ان کو اپنے لڑکے اور لڑکیوں کو تعلیم دلانے کا بڑا شوق ہے۔ لیکن قرآن مجید کی تعلیم دلا کر ان کو جہنم سے بچانے کی فکر نہیں ہے۔ مجھے اس کا بڑا دُکھ ہے۔ گوش ہوش سے سنئے۔

اگر آپ پیرس۔ برلن۔ ٹوکیو وغیرہ یونیورسٹیوں سے ڈگریاں تو حاصل کرلیں لیکن قرآن مجید سے جاہل ہیں تو مرنے کے بعد قبر جہنم کا گڑھا بن جائے گی۔ اللہ تعالٰے مجھے اور آپ کو ان باتوں کی سمجھ عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

میں لاہور میں ایک مرتبہ سریاں اوجھڑیاں والے بازار سے کشمیری بازار کی طرف آرہا تھا تو راستہ میں ایک دوکان کے چبوترہ پر ایک بزرگ تشریف فرما تھے۔ میں ان کے پاس سے گزرنے لگا۔ تو انہوں نے مجھے کلائی سے پکڑ لیا اور فرمایا۔ تشریف رکھئے۔ میں بھی اسی دروازہ کا غلام ہوں جس کے آپ ہیں۔ میں سمجھ گیا۔ کہ یہ اہل اللہ ہیں۔ اس لئے انہیں میرے پیر بھائی ہونے کی خوشبو آئی ہے۔ میں ان کے پاس بیٹھ گیا۔ تو فرمایا کہ میں یہاں بیٹھا رہتا ہوں۔ اور لوگ گزرتے رہتے ہیں۔ ان میں سے کوئی سؤر نظر آتا ہے اور کوئی کُتّا۔ اور کوئی بھیڑیا نظر آتا ہے۔ یہ بزرگ فوت ہو چکے ہیں۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ بی۔ اے پاس ہوگئے تو آپ انسان بن گئے۔ جو اللہ تعالٰے کے احکام کا پابند نہیں وہ سب کچھ ہوگا مگر انسان نہ ہوگا۔ کیا بندر کو انسانی لباس پہنا دیا جائے تو وہ انسان بن جائے گا؟

ایک دوسرے بزرگ ہیں وہ زندہ ہیں وہ بھی مجھ سے فرمایا کرتے تھے کہ میں جب آپ سے ملنے کو آتا ہوں تو راستہ میں کوئی سؤر اور کوئی کُتّا اور کوئی بھیڑیا نظر آتا ہے۔ میں نے اس قسم کے بزرگوں کا پتہ لاہوریوں کو کبھی نہیں بتلایا۔ یہ ان کو ستاتے ہیں۔ ان کو تمیز ہی نہیں کہ اللہ والے کس کام کے لئے ہوتے ہیں ؎

قدر زر زرگر بداند قدر جوہر جوہری

آپ کے ہاں ترقی کے معنی ہیں۔ کہ انسان خوب کمائے اور خوب کھائے پیئے۔ جو پیٹ کے دھندے میں ہی سارا دن پھنسا رہے گا وہ آخرت کے لئے کچھ نہ کر سکے گا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مرنے کے بعد قبر جہنم کا گڑھا بن جائے گی۔ قبر کے حالات کا مشاہدہ کرنے کے لئے باطن کی آنکھوں کی ضرورت ہے۔ وہ ان آنکھوں سے نظر نہیں آتے۔ اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو آئیے ع

درِ فیضِ محمدؐ وا ہے آئے جس کا جی چاہے

ہندوستان میں ایسے اولیاء کرام موجود ہیں جن کی صحبت اور تربیت سے باطن کی بینائی پیدا ہوسکتی ہے۔ ان کے ہاں میں تمہیں لے جا کر بٹھاؤنگا اور عرض کروں گا۔ کہ حضرت! ان کی تربیت فرما دیجئے۔ وہ جب تمہاری تکمیل فرما کر تمہیں کامیابی کی ڈگری دینگے تو پھر ایک منٹ سے پہلے قبر دیکھ کر بتلا سکو گے کہ اسلامی مقبور کی قبر جنّت کا باغ اور اس کی جہنم کا گڑھا بنی ہُوئی ہے۔

باطن کا بینا لاکھوں میں کوئی ہوگا۔ تم کہتے ہو بینا سارے۔ اندھا کوئی کوئی۔ میں کہتا ہوں اندھے سارے۔ بینا کوئی کوئی۔ اللہ تعالٰے بھی باطن کے اندھوں کو اندھا کہتے ہیں۔ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ۔

سورہ الحج ع ۶ پ ۱۷

ترجمہ۔ پس تحقیق بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں اندھے ہو جاتے ہیں۔) انسان یا تو خود بینا ہو اور اگر خود اندھا ہے تو کسی بینا کے ہاتھ میں لاٹھی دیدے۔ ورنہ خطرہ ہے کہ کسی گڑھے میں نہ گر جائے۔ دین میں بھی یہی قاعدہ ہے یا تو خود عالم قرآن ہو یا کسی عالم قرآن کے دامن سے وابستہ رہے۔ اور ہر معاملہ میں اس کے مشورہ سے قدم اُٹھائے۔ اگر نہ خود عالم قرآن ہو اور نہ عالم قرآن سے وابستہ ہو تو شیطان اس کو سیدھے راستہ پر نہیں رہنے دے گا۔ اسی لئے ضرورت ہے کہ پیر بھی باطن کا بینا ہونا چاہیئے۔ وہ جدھر چلائے آنکھیں بند کرکے چلا جائے۔ انشاء اللہ منزل مقصود پر پہنچ جائے گا۔

میں عرض کرچکا ہوں کہ انسان کی دو زندگیاں ہیں۔ ۱۔ دُنیا کی زندگی۔ ۲۔ مرنے کے بعد کی زندگی۔ مرنے کے بعد جو حالات پیش آنے والے ہیں۔ ان سے عہدہ برآ ہونے کے لئے دُنیا میں کس قسم کے اعمال کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے متعلق اللہ تعالٰے اور اس کا رسولؐ ہی انسان کی رہنمائی کرسکتے ہیں۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب قبر میں عذاب آئے گا تو سر کی طرف سے قرآن مجید آڑے آ جائے گا۔ دائیں طرف سے نماز۔ بائیں طرف سے روزہ اور پاؤں کی طرف سے صدقات و خیرات آڑے آئیں گے۔

مسلمانوں میں کتنے ہیں جن کو ان باتوں

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

حلقۂ احباب

(از جناب ماسٹر لال دین صاحب آخگر بی-اے-بی ٹی گھڑیال کلاں)

قسط نمبر ۱۱

مولوی عبدالرشید - خیر سُنئے - ارشادِ باری تعالے - کہ لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ - وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ یَوْمَئِذٍ یَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ - اے انسان تیری زندگی موت اور حشر و نشر خُدا تعالےٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے اور اسی طرح آسمانوں اور زمینوں کا سارا نظام اُس کے قادرِ مطلق ہونے کی دلیل ہے - سُن لو - کہ جس دن قیامت قائم ہوگی - تو مکذّبینِ حق لازماً رسوائی کے عذاب میں مبتلا ہونگے - مَیں بعض مطالب کو نہایت اختصار سے بیان کرتا جاؤں گا - کیونکہ ان باتوں کو اکثر مسلمان بارہا سُن چُکے ہیں -

اَن پڑھ مگر نمازی حاضرین - جی ہاں! احوال الْاٰخِرَتْ کتاب میں قیامت کے حالات بہت ہیں -

(جاوید اور سعید نہایت تعجب سے اُن کی طرف دیکھ رہے ہیں - اور اُن کا حیرت و استعجاب بڑی حد تک درست بھی ہے - کیونکہ دیہات کے ناخواندہ لوگ اسلام کی بعض باتوں کا کسی نہ کسی طرح علم رکھتے ہیں - مگر ہمارے ۹۸ فیصد گریجوایٹ سرے ہی سے نابلد ہیں - اُن کو سوائے انگریزی زبان اور مغربی تہذیب و تمدن کی کورانہ تقلید کے اور کچھ سُوجھتا ہی نہیں ہے - واحسرتا! وامصیبتا! اُن کے ہیروز شیکسپیئر - ملٹن - ورڈز ورتھ اور اُدھر نپولین اور نیلسن تو منرور ہیں - مگر اُن کو اپنے فاروق اعظمؓ - صدیقِ اکبرؓ - حیدر کرارؓ اور عثمانؓ ذوالنورین سے چنداں عقیدت نہیں ہے - اور اگر کسی مولوی سے اُن پاکباز ہستیوں کا نام یا اور شرعی مسائل (متعلق بہ قیامت) سُن پاتے ہیں تو اُس غریب کو دقیانوسی مُلّا کہہ کر حقارت سے مُنہ پھیر لیتے ہیں)

مولوی عبدالرشید صاحب - (اپنے کلام کو جاری رکھتے ہُوئے) وَتَرٰی کُلَّ اُمَّۃٍ جَاثِیَۃً - کُلُّ اُمَّۃٍ تُدْعٰی اِلٰی کِتٰبِہَا - اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ - قیامت کے دن کے ہول اور دہشت کا اندازہ کیجئے - (ترجمہ) اے انسان تیری آنکھیں دیکھ رہی ہوں گی - کہ فرطِ خوف اور شدّتِ ہیبت سے تمام فرقے گھٹنوں کے بل ہونگے - ہر فرقے کو اُس کی زندگی کے تحریر شدہ حالات پر غور کرنے کے لئے بُلایا جائیگا - یعنی تمام افراد کو اُن کے اعمالنامے پیش کئے جائینگے - اور احکم الحاکمین کی طرف سے عدل و انصاف سے لبریز آواز آئے گی - اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ - جو کچھ تم نے کیا تھا - آج کے دن اُس کا بدلہ ملے گا - پھر کہا جائے گا - ھٰذَا کِتٰبُنَا یَنْطِقُ عَلَیْکُمْ بِالْحَقِّ - یہ ہماری غائبانہ سی - آئی - ڈی کی تیار کردہ رپورٹ ہے - جو تمہارے کردار کا بالکل صحیح نقشہ پیش کر رہی ہے - اور ساتھ ہی یہ بھی کہا جائیگا - اِنَّا کُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ - اے اولادِ آدم ہم تمہارے ہر فعلِ حیات کی ڈائری تیار کروا رہے تھے -

جاوید - اللہ تعالےٰ کے فرشتے آسمانوں پر بیٹھے ہُوئے ہمارے اعمال نقل کرتے رہتے ہیں؟

عبدالرشید - جاوید صاحب! احادیث سے ثابت ہے - کہ ہمارے دونوں کندھوں پر دو فرشتے ہر وقت ہمارے اعمال کو احاطۂ تحریر میں لاتے رہتے ہیں - اور ان چیزوں کی تصدیق قرآنِ عزیز سے بھی ملتی ہے - سُنئے سورہ تطفیف میں ارشاد ہوتا ہے - وَاِنَّ عَلَیْکُمْ لَحٰفِظِیْنَ - کِرَامًا کَاتِبِیْنَ - یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ - اے لوگو تم پر بلاشک و شُبہ دو محافظ رپورٹرز مقرر ہیں - ایسے رپورٹرز جن کو ہم نے خلعتِ تکریم سے نوازا ہے - اور وُہ تمہارے شام و سحر کے افعال کو من و عن جانتے ہیں)

اختر - مولوی صاحب بڑا بڑا شکریہ - ہم تو ان حالات سے بالکل ہی نا آشنا تھے - زندگی کے ہر فعل کو ریکارڈ کیا جا رہا ہے!

عبدالرشید - مَیں سورہ جاثیہ کی چند اور آیات پیش کرتا - مگر اب سورہ قٓ کی ایک دو آیتیں اعمالنامہ اور کراماً کاتبین کی تائید میں سُنئے! اِذْ یَتَلَقَّی الْمُتَلَقِّیٰنِ عَنِ الْیَمِیْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِیْدٌ ۝ اے انسان محتاط رہ - کیونکہ دو لینے والے دائیں اور بائیں ہمیشہ بیٹھے رہتے ہیں - مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْہِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ ۝ (انسان کی زبان سے جو کلمہ بھی نکلتا ہے - خدا تعالےٰ کا مقرر کردہ کاتب اس کو نہایت مستعدی سے تحریر کرلیتا ہے)

مسعود - خدا تعالےٰ کو اگر فرشتوں کی رپورٹوں سے ہمارے اعمال کی خبر لگتی ہے تو آپ اس کو علیمٌ خبیر کیسے کہہ سکتے ہیں؟

سعید - ہاں ہاں - یہ بات ہر لحاظ سے تشریح طلب ہے - کہ فرشتوں کی ڈیوٹی کا کیا مطلب ہے - جبکہ اللہ تعالےٰ کی ذات ہر جگہ حاضر و ناظر ہے -

عبدالرشید - فرشتوں کا تقرر فقط ایک ضابطہ کی تشکیل ہے - ورنہ اللہ تعالیٰ *Omni-present* (ہر جگہ حاضر ناظر) ہے - سورہ قٓ کی آیات اس ضمن میں سُنئے! وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِہٖ نَفْسُہٗ ج وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ۝ (یقین کیجئے - کہ ہم نے ہی انسان کو پیدا کیا ہے - اور ہم اُس کی ہر حرکت سے اس قدر واقف ہیں کہ اُس کے خیالات و جذبات کی ہر کروٹ ہماری نظروں میں ہے - بلکہ ہم تو اُس کی جان اور رُوح سے بھی قریب تر ہیں - یا یوں سمجھئے کہ ہم اُس کی ہر ظاہری اور باطنی کیفیت کو اُس سے بھی زیادہ جانتے ہیں)

سورہ مجادلہ میں ملاحظہ فرمائیے! اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط مَا یَکُوْنُ مِنْ نَّجْوٰی ثَلٰثَۃٍ اِلَّا ھُوَ رَابِعُھُمْ وَلَا خَمْسَۃٍ اِلَّا ھُوَ سَادِسُھُمْ وَلَا اَدْنٰی مِنْ ذٰلِکَ وَلَا اَکْثَرَ اِلَّا ھُوَ مَعَھُمْ اَیْنَ مَا کَانُوْا ج الخ (اے انسان غور تو کر - کہ اللہ تعالےٰ

باقی صفحہ ۱۲ پر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تکرار حدیثِ یار

(از جناب عبدالکریم صاحب نجم المدارس کلاچی ضلع ڈیرہ اسمٰعیلخاں)

؎ ما ہرچہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم
الا حدیثِ یار کہ تکرار می کنیم

یہ صحیح ہے کہ دُنیا کی ہر چیز کی طرح یہاں کے رنج و راحت کو بھی قرار نہیں

ع فَلَا حُزْنٌ یَدُوْمُ وَلَا سُرُوْرٌ

؎ سکوں محال ہے قدرت کے کارخانے میں
دوام گر ہے تغیّر کو ہے زمانے میں

مگر بعض حوادثات کا اثر گہرا ہوتا ہے کہ وہ ابدی تو نہیں مگر دیر پا اتنا ہوتا ہے کہ قبر تک ساتھ نہیں چھوڑتا۔

ع موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں

۵ دسمبر کی تاریخ نے شیخ الاسلام حضرت مدنی نوراللہ مرقدہٗ کی سدرہ نشینی سے عامۃ المسلمین کے قلوب پر غم و اندوہ کے جو نقوش ثبت کر دیئے ہیں وہ گردِ دہور اور مرِّ عصور سے مٹیں گے تو کیا شاید نکھرتے ہی رہیں۔

اذا غیّر الھجر المحبّین لم یکد
رسیس الھوی من حب میّۃ یبرح

یعنی لوگ دیر تک جُدا رہ کر ایک دوسرے کو بھول جاتے ہیں۔ مگر میتہ کی محبت اس کلیہ سے مستثنیٰ ہے۔ اس میں فرط جدائی سے کوئی فرق نہیں آسکتا۔ ؎

زمانہ کیا اجل بھی کر نہیں سکتا جُدا ان کو
محبت جب ملاتی ہے کسی دل کو کسی دل سے

حادثہ جس دسمبر کا ہے وہ ۵۷ کے ساتھ گزر گیا۔ اور واپس نہیں آئے گا۔ لیکن غمزدگانِ ہجر کے لئے ہر دسمبر قبر مالک کے حکم میں ہے متمم بن نویرہ اپنے بھائی کی جُدائی پر ہر قبر کو دیکھ کر رو پڑتا۔ لوگوں نے اس کو ملامت کیا تو جواباً کتنا صحیح کہا۔ ؎

فقلت لہ ان الشجا یبعث الشجا
فدعنی فھذا کلہ قبر مالک

(میں نے کہا غم سے غم تازہ ہو ہی جاتا ہے مجھے رونے دو۔ میرے لئے ہر قبر مالک کی قبر ہے)

دسمبر کی آمد پہلے ہی سے چُبھ رہی تھی ترجمان اسلام لاہور میں سرتاج اولیاء کے اقتباسات نے سمندِ غم پر مہمیز کا کام کیا۔ اور چشم قلم سے اشکہائے غم کے چند قطرے رخِ قرطاس پر دھبے بن کر گرے جنہیں صرف حدیثِ یار کے تکرار کی حیثیت سے نذرِ احباب کیا جاتا ہے۔ ورنہ حیاتِ پاک کا ہر لمحہ اب اتنا عالم آشکارا ہوچکا ہے کہ یہ کہنا بالکل صحیح ہے۔ ؎

امن ازدیارک بالدجی الرقباء
اذ حیث کنت من الظلام ضیاء

رقیب اس سے بے غم ہو چکا ہے۔ کہ آپ سے تاریکی میں کوئی ملاقات کرسکے کیونکہ جہاں آپ ہوتے ہیں وہیں روشنی اور اُجالا ہی ہوتا ہے۔

ویسے بھی شیخ پر لکھنے کا حق اس قلم کو ہے جس میں جان اور جان سے زیادہ ایمان ہو یہ اس بے جان اور سراپا عصیان قلم کا حصّہ ہرگز نہیں جو آپ کے سامنے ہے۔ بہر حال کئوس الکرام (مختلف مضامین نگار حضرات) سے صرف چند ایک بوندیں جو اپنے جامِ سفالین میں پیش کرنے کے لئے ملائی ہوئی ہیں وہ یہ ہیں کہ

نام لقب اور حسب و نسب

حضرت کا نام نامی حسین احمد بن حبیب اللہ ہے۔ نسباً سیّد ہیں اور حسباً اپنے آخری مورث اعلیٰ جدّ الاولیاء اور باب العلم کے صحیح جانشین تاریخی نام چراغ محمد اور لقب امیر الہند تھا۔ مگر آخر میں دینی خدمات کثیرہ کے صلہ میں شیخ الاسلام کی دیبائی قبا طلعتِ زیبا پر زیادہ موزوں ثابت ہوئی۔ والحق انہ کان احق بہ واہلہ ع

ایں قبائیست کہ بر قامت او دوختہ اند

مولد و مہجر

مولد قصبہ بانگر مئو ضلع اناؤ الھند ہے اور مہجر مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ولادت۔ وصال۔ عمر اور مرقد

ولادت باسعادت ۱۹ شوال ۱۲۹۶ھ / ۱۸۷۹ء کو ہوئی ۸۲ سال کی عمر میں ۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۷ھ / ۱۹۵۷ء ۵ دسمبر کو راہی عالم قدس ہوئے۔ مرقد اطہر مقبرہ قاسمی دیوبند (ہند) میں زیارت گاہ عشاق ہے۔

برق رفتار ارتقا

قشر پرست دُنیا کا خیال ہے کہ ترقی نام ہے ظاہری جاہ و جلال اور دُنیاوی مراتب و مناصب کا مگر حقیقت بین نظروں میں یہ ایسا فریب ہے جس سے ہر عاقل کو حزم و احتیاط سے بچنا چاہئے۔ وما الحیوٰۃ الدنیا الا متاع الغرور در اصل علم و عمل ہی انسان کی ایسی دو قوتیں ہیں کہ اگر نبوت کے علم و عمل کا پرتو ان پر پڑ جائے تو انسان انسانیت کے اعلیٰ مقام پر پہنچ کر صحیح ترقی یافتہ کہلانے کا مستحق ہو جاتا ہے۔ حضرت ممدوح رح کی حقیقی ارتقائی قوّت کتنی برق رفتار واقع ہوئی تھی۔ اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اُردو فارسی کی ابتدائی تعلیم (زیر سایہ اپنے والد صاحب) سے فارغ ہو کر جب آپ نے علوم عربیہ دینیہ کی طرف توجہ فرمائی تو صرف اٹھارہ سال کی عمر میں منطق فلسفہ ریاضی وغیرہ کے علاوہ حدیث۔ تفسیر۔ فقہ اور اصول فقہ وغیرہ تمام علوم متداولہ سے فراغت پاکر دستار فضیلت کو زیب سر فرمایا۔ اور علم بھی ایسا کہ بقول شمسی صاحب ؎

زاں نازش علم و عمل ارائش بزم ازل
بنگر کہ جہاں اجل در حیرت و عاد آمدہ

علم جو ہر عمل سے آراستہ تھا مجاہدات ریاضات اور شیوخ کامل کے زیر ہدایت ذکر اللہ کی کثرت نے اس جوہر پاک کو وہ ضیا بخشی کہ عمر کے بائیسویں ہی سال عین عنفوان شباب میں نسبت باطنیہ اس اعلیٰ مقام پر پہنچی کہ مرشد کامل شیخ گنگوہی رحمہ نے خلعت خلافت سے نوازا۔ شمسی صاحب نے کیا خوب کہا ؎

مسند نشین علم و دیں کیخسروِ اہلِ یقیں
شاہنشہ دُنیا و دیں جوہر زاہدانہ آمدہ

بیاسی سالہ لمحاتِ حیات کی بین الملکی تقسیم

امام المرسلین حضرت خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبرانہ وسعتیں سب جانتے ہیں کہ زمان و مکان کے حدود سے بے نیاز ہیں۔ یہاں اسود احمر کا فرق نہیں اور بیت و بر و مدر میں کوئی امتیاز نہیں آفتاب عالمتاب کی ضیا بخشیوں میں شرق و غرب کا کیا سوال ؎

در فیض محمد وا ہے آئے جس کا جی چاہے
نہ آئے آتش دوزخ میں جائے جس کا جی چاہے

تبرک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا - حضرت مدنی رح کی فنا فی الرسول شخصیت کو بھی حق تبارک و تعالےٰ نے بحیثیت ایک سچّے وارث کے اشاعت علوم اور اصلاح ظاہر و باطن میں وہ توفیق عطا فرمائی کہ بیاسی سالہ لمحاتِ حیات ایک طرح بین الملکی نوعیت سے تقسیم ہوگئیں - شمسی صاحب نے فرمایا ہے ؎

از فیض ایں فخر زماں سرسبز شد ہندوستاں
نے نے کہ آفاق جہاں چوں بزم عطار آمدہ
ہر تشنہ سیراب از یں سرچشمۂ حیوانِ دیں
بنگال تا افغان و چیں اخیار و احبار آمدہ

(ا) چنانچہ حیات طیبہ کے پانچ سال بسلسلہ تعلیم (بعمر ۱۳ تا ۱۸) شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب رح کے پاس دارالعلوم دیوبند میں گزرے -

(ب) ۱۸ یا ۱۴ سال علے اختلاف الروایات روضہ خضراء علے ساکنہا الصلوٰۃ والسلام کے جوار پر انوار میں احادیث نبویہ کا درس دیا -

(ج) چھ سال سلہٹ (بنگال) میں جامعہ اسلامیہ کے شیخ الحدیث رہے اور

(د) پوری تہائی صدی تینتیس سال تک دُنیائے اسلام کی واحد عظیم الشان یونیورسٹی ازہرِ ہند دارالعلوم دیوبند کے بیک وقت صدر المدرسین شیخ الحدیث اور کافی عرصہ تک ناظم تعلیمات کی حیثیت سے وہ خدمات انجام دیں کہ باید و شاید -

شمسی صاحب کا ارشاد ہے ؎

زاں حضرت جمشید جاہ یکسر بناز تخت گاہ
نظم و نظامِ مدرسہ تازہ چو فرخار آمدہ
حقا کہ آں شیخ الحرم علامہ شبلی شیم
رشکِ عرب فخرِ عجم چوں گل بہ گلزار آمدہ

تلامذہ کی تعداد

الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر میں جو اعداد و شمار دیئے گئے ہیں - اس کے مطابق دارالعلوم دیوبند کی پورانوے سالہ تاریخ میں ۶۶۳۰ فضلاء نے جو دستار فضیلت حاصل کی ہے - ان میں نصف سے زائد یعنی ۳۸۵۶ کو حضرت شیخ مدنی رح سے نسبت تلمذ پر فخر ہے - رہی کل تلامذہ کی تعداد سو وہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے - کیونکہ شاید دُنیا کا کوئی ہی ایسا ملک ہو جس میں حضرت رح کے شاگرد نہ ہوں - سُنا ہے کہ سال گزشتہ جب الجزائری حضرات ملتان تشریف لے آئے تھے تو انہوں نے بتلایا کہ وہ حضرت مدنی رح کے اس وقت کے شاگرد ہیں - جبکہ حضرت شیخ العرب کی حیثیت سے حرم مدینہ کے مدرس تھے ؎

از فیض ایں پیر زمن گشتہ معطر جان و تن
از ہند تا شام و ختن چو مشک تاتار آمدہ
(شمسی تبغیر ما)

رزم و بزم کا حسین امتزاج

اسی پر بس نہیں بلکہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ چونکہ باللیل رہبان وبالنہار فرسان کی جیتی جاگتی تصویر تھے اسی لئے ان تمام مشاغل دینیہ کے ساتھ ساتھ مسلسل کئی سال تک آل انڈیا جمعیۃ علماء ہند جیسی مجاہد اور سر بکف جماعت کی صدارت کو بھی شرف بخشا اور اس طرح عرب و عجم اور ہند و بنگال تک دین محمدی کے پیغام پہنچانے والے کی عمر عزیز کے بقیہ پورے پندرہ برس جیل کی تنگ و تاریک چار دیواری میں سُنّت یوسفی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ادا کرتے ہُوئے گزرے یا بہ الفاظ دیگر شعب ابی طالب کی لذت اندوزی ہیں -

شمسی صاحب فرماگئے ہیں ؎

از ہیبتِ آں شیرِ نر یورپ ہمیشہ نوحہ گر
لرزہ فتادہ بر جگر بزغالہ کردار آمدہ

حقیقت یہ ہے کہ رزم و بزم کے امتزاج کا یہ حسین نظارہ صدیوں کے بعد چشم فلک کو نصیب ہُوا - جس کی آخری بہار ۵ دسمبر ۱۹۵۷ء کو ختم ہوگئی - ع

اب انہیں ڈھونڈ چراغ رُخ زیبا لیکر ؎
ابر رحمت ان کی مرقد پر گہرباری کرے
حشر میں شانِ کریمی ناز برداری کرے

اخلاقِ حسنہ کی ایک جھلک

جس طرح نبی الثقلین سرورِ کونین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزانہ اخلاق کی وسعتیں لامحدود ہیں - اور انسانی زبان اور قلم اس کے بیان سے عاجز ہیں - مگر حبیبۃ الرسول سیدتنا صدیقہ عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے کس حسن و خوبی سے اس بحر ناپیدا کنار کو کوزہ میں بند کرتے ہُوئے فرمایا - کان خلقہ القرآن

اسی طرح جس بندہ خُدا کی ساری زندگی اتباع سنت کے لئے وقف ہوکر گزری ہو اس کے اخلاق حسنہ کی تفصیل بھی کارے دارد تاہم اگر حضرت مدنی رح کے زہد ورع تقویٰ خشیۃ انابت الی اللہ جود و سخا غیرت دینیہ جہاد فی سبیل اللہ عفو و مرحمت دلیری جُرأت صاف گوئی اور صاف دلی و دیگر خصائل حمیدہ کو ایک ہی جامع و مانع جملہ میں ادا کرنا ہو - تو محترم شمسی صاحب کی زبان سے کہہ سکتے ہیں کہ ع

خلقش چو خُلق مصطفیٰ از فضل داور آمدہ

ہم یہاں بلاترتیب چند واقعات کے ذکر پر اکتفا کرتے ہوئے ناظرین کرام کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ الجمعیۃ شیخ الاسلام رح نمبر کے وہ اوراق ضرور بہ غور مطالعہ فرمائیں - جنہیں **واقعات** - شیخ الاسلام رح اپنے کردار کے آئینہ میں - کے عنوان سے لکھا گیا ہے - مدیر الجمعیۃ کا ہم سب کو نہایت ممنون ہونا چاہئیے - جنہوں نے تمام تمہیدات کو حذف کرکے صرف اصل واقعات کے لکھنے پر اکتفا کیا ہے - کاش کوئی اللہ کا بندہ ان کو ایک پمفلٹ کی شکل میں شائع کرکے زیادہ سے زیادہ ہاتھوں تک پہنچا دیتا، تو یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت کے اس عملی زندگی کو پیش کرنے والے واقعات سے ہزاروں طلبہ سینکڑوں علماء، لاکھوں متوسلین کثیر التعداد مشائخ لاتعداد قومی خادم استفادہ کرکے چاہینگے تو اپنی بگڑی ہوئی زندگی کی اصلاح کرسکینگے ؎

دادیم ترا از گنج مقصود نشاں
گر ما نرسیدیم تو شاید برسی

واقعہ نمبر ۱ - امیر العلماء حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ مہتمم دارالعلوم کا بیان ہے کہ مرض الوفات میں حضرت جب درس دینے سے معذور ہوئے اور حسب ضابطہ ایام مرض کی تنخواہ پیش کی گئی اس وقت علاج معالجہ چھوڑ کر حضرت کے عام اخراجات کا اندازہ ایک ہزار ماہانہ سے زیادہ تھا - پس ماندگان کے لئے کوئی جائداد نہیں چھوڑ رہے تھے - دارالعلوم کی جانب سے جب تقریباً ڈیڑھ ہزار کی رقم پیش کی گئی - تو حضرت رح نے یہ کہکر واپس فرما دی کہ ---- جب میں پڑھا نہیں رہا تو تنخواہ کاہے کی لوں -

واقعہ نمبر ۲ - مولانا ظہور الحسن صاحب راوی ہیں - کہ حضرت جب سیوہارہ کانگرس کے ایک جلسہ میں تشریف لائے تو ہم نے حسب تجویز کمیٹی ایک سو روپیہ کرایہ اور سفر خرچ پیش کیا - حضرت نے تیسرے درجہ کے کرایہ بلا خادم اور نہایت سادگی سے چند آنوں کا سفر خرچ کا بل بناکر دیا اور بقیہ رقم واپس کر دی - منتظمین نے اصرار کیا تو آپ نے دریافت فرمایا - یہ رقم آپ اپنے جیب سے دے رہے ہیں یا عام چندہ ہے - عرض کیا گیا عام چندہ ہے - مگر لوگوں نے ہم پر اعتماد کیا ہے اور حسب صوابدید صرف کرنے کا

مجاز بنایا ہے۔

ارشاد ہوا — آپ کو عام لوگوں کا چندہ اس بیدردی سے صرف کرنا جائز نہیں — اور رقم واپس فرمادی۔

واقعہ ۳: مولانا موصوف ہی کی روایت ہے۔ کہ مجھے ایک دفعہ یہ معلوم ہوا کہ حضرت زیادہ مقروض ہیں تو میں نے حیدرآباد دکن میں نواب فخر یار جنگ سے ذکر کیا۔ طے یہ پایا کہ حضرت کو حیدرآباد تشریف لے آنے کی دعوت دی جائے یہاں وزراء سے آپ کی ملاقات کرکے تحریک کی جائے اور مدمبرات و عطایا سے آپ کو پانچہزار روپیہ دلایا جائے۔ مولانا کہتے ہیں کہ جب میں نے حضرت کو لکھا تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا — مجھے اس ذلت سے ایسی رقم کا لینا منظور نہیں۔

واقعہ ۴: سیاسی بحران میں حضرت کے مخالفین جب شرافتِ انسانیہ کی حدود سے گزر کر گستاخیاں کرنے لگے اور بعض جگہوں میں حملے بھی ہوئے ایک خادم نے ان کی ہجو میں نظم لکھی اور بغرض اشاعت المدینہ بجنور میں بھیجی۔ اتفاق سے حضرت دفتر المدینہ میں تشریف فرما تھے۔ نظم نظر سے گزری اشاعت رکوا دی اور فرمایا۔

بھائی صاحب میرے ساتھ جس کسی نے جو کچھ کیا ہے یا آئندہ کرے گا میں سب کو معاف کرچکا ہوں۔ آپ میری وجہ سے کسی کو برا بھلا نہ کہیں نہ کسی کے لئے بددعا کریں —

واقعہ ۵: ایک ہنگامہ میں جب مخالفین نے جلسہ عام میں سنگ باری شروع کردی اور بعض جان نثاروں نے حضرت کے وقایہ بننے کی کوشش کی کہ کہیں تکلیف نہ پہنچ جائے۔ تو حضرت نے ان کو روکا۔ اور نہایت شفقت سے فرمایا۔

حسین احمد کا سر آپ حضرات کے سروں سے زیادہ قیمتی نہیں ہے — اور اسی سنگ باری کی حالت میں نہایت دلیرانہ اور مجاہدانہ تقریر فرمائی

واقعہ ۶: مولانا محمد میاں صاحب کا بیان ہے۔ کہ حضرت نے جماعت کا لیٹر فارم کبھی بھی اپنے ذاتی کام کے لئے استعمال نہیں فرمایا۔

واقعہ ۷: اور مراد آباد ایک دفعہ مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔ قیام دوسری جگہ تھا وہاں سے اجلاس میں شامل ہونے کے لئے تانگہ پر تشریف لائے۔ ہم نے تانگہ کا کرایہ دینا چاہا تو حضرت نے یہ کہہ کر انکار فرمادیا۔

کہ — وہاں میرا قیام اپنی رائے سے ذاتی طور پر ہے اس لئے یہ خرچ جماعت پر نہیں پڑسکتا۔

واقعہ ۸: چٹان یا لیل و نہار کسی رسالہ میں پڑھا تھا۔ کہ ایک بار حضرت دیوبند اسٹیشن پر اترے۔ رات کا وقت تھا آپ اکیلے تھے۔ ایک اور مسافر بھی بستر لئے انتظار میں کھڑا تھا۔ حضرت نے اس کا بسترہ اٹھایا اور فرمایا چلو مجھے بھی شہر جانا ہے۔ اس وقت قلی نہیں ملے گا۔ شہر کے قریب تک آئے تو حضرت نے پوچھا کہاں جانا ہے۔ مسافر نے جواب دیا۔ مجھے حضرت شیخ الاسلام کے در دولت پر جانا ہے۔ فرمایا اچھا مکان پر پہنچ کر مسافر کو معلوم ہوا کہ یہی شیخ الاسلام ہے جو قلی بن کر میرا بستر لایا۔

واقعہ ۹: حضرت شیخ الہند رح کے ہاں ایک دفعہ مہمان زیادہ تعداد میں آئے۔ بیت الخلاء کو صاف کرنے والا اپنے وقت پر دوپہر کے قریب آتا۔ لیکن علی الصبح ہی بیت الخلاء کو صاف پایا جاتا اور مہمانوں کو کوئی تکلیف پیش نہ آئی۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں میں رات گئے تک اس تاک میں کھڑا رہا کہ یہ کون صاحب ہیں جو یہ اہم اور مشکل خدمت بجا لاتے ہیں۔ دیکھا تو قریباً ۱۲ بجے کے بعد ایک صاحب آئے اور صفائی کرکے غلاظت باہر لے گئے۔ میں بھی پیچھے ہولیا۔ اور واپسی پر پکڑا تو معلوم ہوا کہ شیخ العرب والعجم ہیں جو حضرت الاستاد کے مہمانوں کی خدمت کو اپنی سعادت سمجھتے ہوئے بہیئتہ کذائیہ پائے گئے۔ فرمایا بھائی کسی سے نہ کہنا۔

واقعہ ۱۰: مولانا خدابخش صاحب ملتانی کا بیان ہے کہ ہم نے ایک بار حضرت کے تشریف رکھنے کے لئے گدّا بچھایا گدّے پر ایک دوتہی بچھا دی۔ دوتہی چوخانی تھی اور اتفاق سے جمع + کی شکل اس کے خانوں میں بن گئی حضرت نے فرمایا۔

میں اس پر نہیں بیٹھوں گا۔ اس میں جگہ جگہ صلیب نما نشان ہیں۔

قلم کی خامی اور اخصر السوانح کی تنگ دامانی کی وجہ سے انہیں عشرہ کاملہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ورنہ ؎

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجا است

عجیب و غریب خصوصیات

خصوصیت ۱: سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب مرحمت فرمایا

بائیس تئیس سال کی عمر ہے شاب نشأ فی عبادۃ اللہ کے اس مصداق نے روضۂ اطہر پر حاضر ہو کر عرض کیا:

السّلام علیك یا رسول اللہ ﷺ —

جواب ملا اور جہراً ملا جسے حاضرین کے مجمع کثیر نے سنا۔ روضۂ خضرا سے آواز آئی وعلیك السلام یا ولدی — واقعہ کی شہرت ہوئی کہ حضور ﷺ نے ایک ہندی نوجوان کو سلام کا جواب دیا۔ ہے۔ شیخ مدنی رح سے پوچھا گیا کہ کیا واقعی ایسا ہی ہے۔ فرمایا جی ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر شفقت سے نوازا ہے۔ متقدمین میں بھی بہت سے بزرگوں کے متعلق اس قسم کے واقعات نقل کئے گئے ہیں جن میں حضرت سیّد احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ خاص طور پر مشہور ہے۔

خصوصیت ۲: سفر آخرت کے قرب کا علم

وصال ۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۷ھ کو ہوتا ہے۔ مگر سات آٹھ ماہ قبل شوال ۱۳۷۶ھ میں جب حضرت رح کے ایک مخلص مولانا ریاض احمد صاحب فیض آبادی نے عرض کیا۔ کہ اب کے ماہ رمضان شریف حضرت کی خدمت میں گزارنے کا ارادہ ہے۔ تو فرمایا اب تو میں سفر آخرت کی تیاری میں مصروف ہوں۔ اس نے کچھ مزید عرض کیا تو حضرت نے کھل کر ارشاد فرمایا۔

"میں نے کہہ تو دیا کہ اب ملاقات نہیں ہوگی اب تو میدان محشر میں ملینگے"۔

اس پر رقت طاری ہوئی اور رونے لگے۔ تو فرمایا یہ کیا ہے۔ کیا میں مروں گا نہیں۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا اور امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بھی یہی نقل کیا گیا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے قبل از وقت سفر آخرت کی اطلاع ان کو فرما دی تھی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی تو صحیح روایات سے ثابت ہے ہی کہ آپ ﷺ نے صحابہ رض کو فرمایا میں اللہ تعالیٰ سے ملنے والا ہوں اور معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آئندہ سال یہاں اکٹھے نہ ہوسکیں گے۔ خانوادہ مجدّدیہ

کے خاتم المشائخ حضرت نورالمشائخ کابلیؒ نے بھی وصال سے ایک روز قبل صاحبزادہ والا جاہ سے فرما دیا تھا کہ میری عمر کا ایک ہی دن باقی رہ گیا ہے۔ میرا سلام اور اتباعِ سُنّت کی تاکیدِ متوسلین کو کر دی جائے۔

خصوصیت ۳ بیداری میں حضورؐ پاک کی زیارت

آخری رمضان شریف جو بالس کنڈی میں گزرا اور جس میں تقریباً پانچ علماء و صلحاء شرفِ رفاقت سے بہرہ ور رہے۔ اس مبارک اجتماع کے خوش نصیب شرکاء کے متعلق اخبارات میں شائع ہو چکا ہے۔ کہ متعدد حضرات نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کو بیداری میں دیکھا اور شرفِ زیارت سے بہرہ ور ہُوئے ع

هنيئاً لارباب النعيم نعيمها

واضح رہے کہ محققین کے نزدیک وصال کے بعد بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ممکن اور واقع ہے۔ فیض الباری ص ۲۰۴/ج ۱ میں الشیخ الانور رحمۃ اللہ الاکبر نے تصریح فرمائی ہے کہ ورویتہ صلی اللہ علیہ وسلم یمکن عندی یقظۃ الی قولہ فی لرویتہ یقظۃ متحققۃ۔ وانکارہا جہل۔ ورآہ الشعرانیؒ وقراء علیہ البخاری فی ثمانیۃ رفقۃ اور علامہ سیوطیؒ کے متعلق ص ۳۶۶/ج ۴ میں بھی لکھا ہے کہ انہ زار النبیؐ اثنی وعشرین مرۃ فی الیقظۃ۔

خصوصیّت ۴ محبوبیّت عامہ

بالس کنڈی سے واپسی پر ایک مقام پر ایک ہی مجلس میں چھ ہزار مسلمانوں کا بیک وقت سلسلہ بیعت میں شامل ہونا بھی ایک ایسی خصوصیّت ہے۔ جس نے متقدمین کی یاد تازہ کر دی۔

خلفاء کرام

عام متوسلین اور مستفیدین جنہیں حضرتؒ سے ارادت کا تعلق ہے ان کی تعداد تو ظاہر ہے۔ کہ اَن گنت ہے۔ آخر جس بزرگ کے دامن سے بیک وقت متعلق ہونے والوں کی تعداد چھ ہزار تک پہنچ رہی ہو۔ ان کے مریدین کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ الجمعیۃ نے خلفاء کرام کی تعداد ۱۶۷ لکھی ہے۔

ہم مغربی پاکستان کے خلفاء عظام کے اسماء گرامی درج کرتے ہیں۔ تاکہ یہاں کے مستفیدین حضرات کو سہولت رہے۔

۱۔ مولانا عبدالحکیم صاحب سلیمانی دواخانہ فیض باغ لاہور ۲۔ مولانا خورشید احمد صاحب قصبہ عبدالحکیم ضلع ملتان ۳۔ مولانا قاضی مظہر حسین صاحب بمقام بھیں تحصیل چکوال ضلع جہلم ۴۔ مولانا رحمۃ اللہ صاحب مدرسہ عربیہ مودّب چک $\frac{17}{D-N-B}$ ڈاکخانہ ہیڈ راز قان ریاست بہاولپور ۵۔ مولانا عبدالحق صاحب دامانی موضع شیرو کہنہ ڈاکخانہ کلاچی ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں

نوٹ موصوف بیس سال سے مدنی منزل دیوبند میں مقیم ہیں۔ ۶۔ مولانا حامد میاں صاحب دیوبندی مسلم مسجد چوک انارکلی لاہور

خصوصیّت ۵ پھُولوں کا مرجھانا

حضرت کی خدمت میں ایک خاص قسم کے پھول پیش کئے گئے تھے۔ جو اپنی طبعی عمر کے لحاظ سے پانی میں چند ہفتوں تک رہ سکتے تھے۔ حضرت نے ان کو اپنے دارالمطالعہ اور تسبیح خانہ میں رکھ لیا تھا۔ ذکر کی برکت سے وہ تین سال تک تر و تازہ رہے۔ الجمعیۃ راوی ہے کہ جس دن حضرتؒ نے رحلت فرمائی ان سے تحمل نہ ہو سکا ایک دم مرجھا گئے اور سیاہ ہو گئے۔ ؎

از فراق تلخ می گوئی سخن
ہرچہ گوئی گو ولیکن ایں مکن

آیت فما بکت علیہم السماء والارض کے مفہوم سے واضح ہے۔ کہ اہل اللہ کی موت پر کائنات کے مختصر عناصر غمزدہ ہو کر رونے لگتے ہیں کہنے والے نے خوب کہا ؎

خالی ہے میکدہ خم و ساغر اداس ہے
تم کیا گئے کہ روٹھ گئے دن بہار کے

خصوصیّت ۶ کثرتِ انوار

مدرسہ عالیہ مظاہر العلوم سہارنپور کے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہٗ کی شہادت ہے کہ مرقد اطہر میں داخلہ کے وقت رُخِ انور پر انوار کی اتنی کثرت تھی کہ داڑھی۔ کفن مبارک اور چہرہ انور کی سفیدی بالکل یکساں تھی۔

خصوصیّت ۷ آثارِ حیات

غسل دینے والے حضرت مولانا عبدالاحد صاحب کا بیان ہے کہ جسم مبارک اتنا نرم اور ملائم تھا کہ جب ہم نے انگشتانِ مبارک کو دھوتے ہُوئے ذرا کھینچا تو چٹخارے کی آواز آئی۔

اور جن مسلمانوں نے آخری جمال کا نظارہ کیا ہے وہ تقریباً اس پر متفق ہیں۔ کہ وصال کے بعد تبسّم کی کیفیّت بہت نمایاں تھی ؎

نشانِ مردِ مومن با تو گویم
چو مرگ آید تبسّم بر لب او

آخر ساری عمر کا رونا اسی لئے تو تھا کہ ع تا درِ میکدہ شاداں و غزل خواں بروم

بیرا لیس وما بیرا لیس کی روایت شاہد ہے کہ ظاہری موت کے ظاہری ہونے کے بعد بھی آثار حیات کا ظہور نہ صرف ممکن بلکہ واقع ہے۔ ثمرات الاوراق میں صفوۃ الصفوۃ لابن الجوزی ص ۱۹/ج ۳ سے نقل کیا گیا ہے کہ حضرت ربعی بن حراش تابعی کے بھائی فوت ہوئے۔ آپ گھر میں نہیں تھے۔ آنے پر آپ کو بتلایا گیا کہ بھائی کا انتقال ہو گیا ہے۔ آپ دوڑتے ہُوئے ان کے پاس پہنچے لاش پر چادر پڑی ہوئی تھی۔ آپ سرہانے بیٹھ کر رونے لگے تو دفعۃً چادر کے اندر سے ہاتھ نکلا اور چادر ہٹا کر کہا۔ السلام علیکم میں نے حیرت سے کہا بھائی موت کے بعد یہ زندگی کیسی، فرمایا ایسا بھی ہوتا ہے۔ اور کہا مَیں نے اپنے پروردگار کی زیارت کی۔ اس نے بڑی رحمت اور عظیم الشان نعمتوں سے میرا استقبال فرمایا۔ اور مجھے جنّت کے ریشمی کپڑے پہنائے۔ پھر تین مرتبہ فرمایا۔ فاعملوا ولا تغتروا۔ عمل کرتے رہو۔ اور دھوکہ نہ کھاؤ۔

پھر فرمایا مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی زیارت کی۔ آپ میری انتظار میں ہیں۔ اس لئے آپ کو چاہیئے۔ کہ میری تجہیز و تکفین میں بہت جلدی کرو۔

دور آخر کا عجیب تر واقعہ بھی سُن لیجئے۔ افغانستان کے مشہور مذہبی اور سیاسی رہنما سیدنا وسیلۃ یومنا وغداً حضرت نورالمشائخ صاحب مجددی کابلی المتوفی ۲۵ محرم ۱۳۶۷ھ کے متعلق حضرت کے جانشین ضیاء المشائخ حضرت مولانا محمد ابراہیم جان آغا مجددی کابلی نے ایک والا نامہ میں تحریر فرمایا ہے کہ

و از عجائبِ روزگار آنکہ بعد از رحلت چشمان مبارک را بقدر دہ ثانیہ کشودند کہ فغان بس بزرگ در محبان واقع شد ترجمہ اور عجیب ترین واقعہ یہ ہے کہ رحلت کے بعد حضرت نے دس سکنڈ تک چشمان مبارک کو کھولا۔ جس سے عقیدتمندان حضرت میں ایک شور و فغاں برپا ہو گیا۔

خصوصیّت ۸ حفاظتِ ربانیہ

حضرتؒ کے اہم خصوصیات میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی آواز کو وصال کے بعد کے لئے محفوظ فرما دینے کا سامان کرا دیا۔ چنانچہ دارالعلوم کے حسب انتظام حضرت کے ۳۷ دروس بخاری شریف ریکارڈ کرا لئے گئے ہیں والحمد للہ ع

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

کی ذات اقدس آسمانوں اور زمینوں کی ہر پوشیدہ اور ظاہر (مرئی اور غیر مرئی) چیز کا پورا علم رکھتی ہے - تمام کائنات کے کسی کونہ میں - غار میں - میدان میں زیر آب - ہوا میں یا کسی تہ خانے میں کوئی تین انسان سرگوشی کر رہے ہوں - تو اُن کو کہدو - کہ وُہ یقین رکھیں کہ وہاں اللہ تعالےٰ اپنے علم محیط سے موجود ہوتا ہے - (چوتھا ہوتا ہے) اور اگر سرگوشی کرنے والے پانچ ہوں - تو چھٹا اللہ تعالےٰ ہی شریکِ محفل ہوتا ہے - اور اگر جماعت کے افراد اس سے کم ہوں یا زیادہ - اللہ تعالےٰ اُن کے ساتھ ہوتا ہے - خواہ وہ کسی جگہ بھی موجود ہوں - پھر قیامت کے دن اُن کو اُن کے اعمال کی خبر دی جائے گی - بلاشک و ریب، خدا تعالےٰ ہر شے کو جانتا ہے

جاوید - مولوی صاحب! گستاخی معاف! مرزا غالب کا وہ شعر کہاں تک ٹھیک ہے؟ ؎

پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق
آدمی کوئی ہمارا دم تحریر بھی تھا؟

سعید - خوب (مسکرا کر) ہاں مولوی صاحب اب بتائیے -

اختر - جاوید - مجھے تو مولوی عبدالرشید کے چہرے پر نور برستا ہوا نظر آتا ہے - آج آپ جو بھی سوال کریں گے - اُس کا جواب قرآن مجید سے دیا جائیگا -

مولوی عبدالرشید - جاوید صاحب! یہ اعمالنامے کی بحث کا دوسرا رُخ ہے سُنیئے - سورہ کہف - وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۗ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا (جب اعمالنامہ اُن کے سامنے پیش کیا جائیگا - تو آپ گنہگاروں کو دیکھیں گے کہ اپنی بدکرداریوں کی فہرست کو دیکھ کر خوفزدہ ہو جائینگے - اور کہہ رہے ہونگے - کہ اس کتاب کی عجیب ساحرانہ کیفیت ہے - کہ اس نے ہمارے کردار و عمل کی نہ چھوٹی چیز کو چھوڑا ہے نہ بڑی کو فروگزاشت کیا ہے - بلکہ ہر چیز اس میں درج نظر آتی ہے - منکرین حق ہر عملِ حیات کو بالکل اپنے سامنے پائینگے - لیکن اے رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرا پروردگار اُس دن بھی کسی پر کوئی ظلم نہیں کریگا -

جاوید - آپ نے اُس شعر کی طرف توجہ ہی نہیں دی -

عبدالرشید - مَیں اس طرف آ رہا ہوں - سورہ حم سجدہ کی آیات پر غور کیجئے - (وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَاۤءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۝ الخ) دشمنانِ حق دوزخ کے دروازے پر اکٹھے کئے جائیں گے - اُن کی جماعتیں بنائی جائیں گی - حتیٰ کہ جب وہ عین درِ جہنّم پر پہنچ جائیں گے - تو ان پر ان کے کان - آنکھیں اور چمڑے اُن کے اعمال کی گواہی دینگے - اور اُس وقت وُہ اپنے چمڑوں پر سوال کرینگے تم ہم پر کیوں شہادت دیتے ہو؟ وہ چمڑے جواب دینگے - ہم کو اُس اللہ تعالےٰ نے قوّت گویائی دی ہے - جس نے ہر چیز کو قوّت نطق عطا فرمائی ہے (جاوید کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے - اور باقی حاضرین بھی قیامت کے ہول کو محسوس کر رہے ہیں - ہر شخص اپنے اعمال کو یاد کر کے دم بخود بیٹھا ہے - اس وقت) مولوی عبدالرشید صاحب نہایت جوش میں قرآن حکیم کی آیات پڑھ رہے ہیں - اور تمام لوگوں کی توجہ کا مرکز بنے ہوئے ہیں -) اور بعض پر رقت طاری ہے - گویا وَاِذَا سَمِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰۤى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ کا منظر اُنکی آنکھوں کے سامنے ہے اور اُن کے دل اقرار کر رہے ہیں - رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ -

سعید - مولوی صاحب - کیا ہماری زبانوں کی گواہی کافی نہیں ہوگی؟

عبدالرشید - اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَاۤ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ آج کے دن ہم اُن کے مُنہ پر مُہر لگا دیں گے - اُن کے ہاتھ ہم سے ہمکلام ہونگے - اور اُن کے پاؤں اُن کی سیاہکاریوں پر گواہی دیں گے -

سعید - یا الٰہی توبہ - مولوی صاحب! ہم نے تو اب تک کوئی نیکی نہیں کی - کاش ہم شروع سے ہی قرآن مجید کی ان حقیقتوں سے آشنا ہوتے اور سینما کے قریب تک بھی نہ بھٹکتے -

جو اب معلوم ہے - کاش اُن دنوں معلوم ہو جاتا!

لمحۂ فکریہ

قرآن پاک کی تعلیم و تدریس میں قدسی انوار موجود ہیں - کہنے والے میں صحیح جذبۂ دینی موجود ہو - اور سُننے والے صاحب ایمان ہوں - تو کلام اللہ کا سحرِ حلال روحوں میں انقلاب پیدا کر سکتا ہے - دیکھئے - جاوید جیسا دہریہ آج قرآنی آیات کی الہامی تاثیر سے بید مجنوں کی طرح کانپ رہا ہے - اور بے خودی کے عالم میں آنسو بہا رہا ہے - سعید جیسا اوباش - سنیما کا شوقین مخلوط تعلیم کا دلدادہ اور بازاری عورتوں کے گیتوں کا شیدا و والا قرآن حکیم کی عبرت آموز صداقتوں کے سامنے دیوانہ وار سر دُھن رہا ہے - اہل محفل جو میر کے اشعار سن کر عشق مجازی کے نشے میں کبھی چور ہو کر اُٹھا کرتے تھے - آیاتِ الٰہی سے پُورے طور پر متاثر نظر آتے ہیں -

کاش! ہم قرآن مجید کو اپنا حال بنانے والے علماء کرام کی صحبتوں میں حاضر ہو سکیں اُن سے قرآنی رنگ حاصل کریں - اور دارین کی سعادت سے بہرہ اندوز ہوں - کاش ظاہر پرست علماء قرآنی حقائق کی تلاش میں مخلصانہ نکلیں - اور اپنی حرص و ہوا کو چھوڑ کر رضائے الٰہی کو مقصود حیات بنائیں - تاکہ مخلوق خدا اُن کے فیض صحبت سے منزل مراد تک پہنچ سکے -)

مسعود - مولوی صاحب! ہے تو غیر معقول سی بات - مگر آپ براہ کرم اس شبہ کا بھی ازالہ کرتے جائیں - کہ بعض لاشوں کو جلایا جاتا ہے - بعض کو دبایا جاتا ہے اور بعض غرقِ آب ہوتی ہیں - آخر ہر قسم کے لوگوں کو کیسے اکٹھا کیا جائے گا؟

مولوی عبدالرشید - ہاں ہاں - قرآن مجید نے اس قسم کے شبہات کا بھی تسلی بخش جواب دیا ہے - کفّار نہایت تعجب سے کہتے ہیں - ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ - (کیا جب ہم مر جائیں گے اور ہمارے جسم کا ہر حصّہ زمین کے ذرّات میں رل جائے گا تو کیا ہمارا اسی شکل میں خدا تعالےٰ کے روبرو پیش ہونا مشکل نہیں ہے؟ اس کا قرآن مجید نے جواب دیا ہے - قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ - (ارے نادانو! ہم جانتے ہیں کہ زمین - آگ یا پانی نے اُن کے

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

(بقیہ حلقہ احباب صفحہ ۱۶ سے آگے)

اجسام کا اس طرح کم ہونا - اور تا یوم الحشر ساری جزئیات کی کمی کا پُورا حساب ہم نے پیشتر ازیں اپنے پاس تحریری شکل میں محفوظ کر رکھا ہے -

دوسرے مقام پر باز پرس اور نیکی و بدی کے قیامت میں پیش ہونے کو بیان کیا گیا ہے - حضرت لقمان علیہ السلام اپنے وقت کے دانائے روزگار اور الہامی فراست کے حامل بھی ہیں - قرآن مجید شاہد ہے - کہ ہم نے حضرت لقمان علیہ السلام کو حکمت الہٰی خیر کثیر سے نوازا ہے وہ اپنی دانشمندانہ رافت اور پدرانہ شفقت سے اپنے بیٹے کو مخاطب کرکے سب سے پہلے توحید و شرک کا فرق بتاتے ہیں اور اسی ضمن میں حقوقِ والدین کا تذکرہ بھی آتا ہے - بعد ازاں فرماتے ہیں -

يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝

(اے بیٹا جہاں تک نیکی اور بدی کے پیش ہونے کا سوال ہے - خُوب سمجھ لے کہ کیا ہونے والا ہے - اور اللہ تعالےٰ کی قدرت کاملہ کس قدر محیط ہے - سُنیئے ! اگر کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر بھی ہوگا - اور اس کو کائنات کے تمام سلسلہ ہائے کوہ (بعض پہاڑ مثلاً کوہ ہمالیہ پانچ میل سے بھی زیادہ اُونچا ہے - اور اس کی لمبائی بھی ہزاروں میلوں تک چلی گئی ہے - اور اس طرح تمام ممالک میں ہزاروں کیا لاکھوں کوہسار ہیں) کے کسی چھوٹے یا بڑے پتھر میں پوشیدہ کر دیا جائے - یا اُس چھوٹی سے چھوٹی چیز کو آسمانوں کی تہ بہ تہ بیکراں پہنائیوں میں مستور کیا جائے - یا اُس کو زمین کی بایں ہمہ وسعت (میدان - صحرا اور بحور کی دُنیا جن میں بحرالکاہل کی ۹۰ میل گہرائی بھی تحقیق میں آچکی ہے) کسی کونے میں چُھپا دیا جائے - تو مکرر سن لیجئے يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ - اللہ تعالیٰ اس کو دم زدن سے پہلے لا حاضر کرے گا - کیوں؟ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ پوشیدہ چیزوں کو جانتا ہے - اور ہر چیز کی خبر رکھتا ہے

جاوید - جزاک اللہ - مولوی صاحب !

آپ نے قرآن مجید کی روشنی میں پروردگارِ عالم کا جیسا تصوّر پیش کیا ہے اس کی مثال دُنیا کی کسی الہامی کتاب میں نہیں مل سکتی - مَیں تو اعلان کرتا ہوں - کہ آج ہی تمام پروگراموں کو پسِ پشت ڈال کر قرآن مجید سمجھنے کے درپے ہو جاؤں گا - کیونکہ مرنے کے بعد حالات کے متعلق رہنمائی کا سہرا فقط کتاب اللہ ہی کے سر پر ہے -

سعید - مجھے جتنا قرآن مجید سے لگاؤ پیدا ہو رہا ہے - اتنی ہی سینما وغیرہ سے نفرت ہوتی جاتی ہے -

اختر - مَیں تو ڈاکٹر اقبال مرحوم کا بڑا ممنون ہوں - اور میرا خیال ہے - کہ کالج کی تمام تر پود کو اس اسلامی شاعر کا ضرور ہی ممنون ہونا چاہیئے - جس نے اُن کو قرآن کریم کے حرزِ جاں بنانے کی دعوت دی -

مولوی عبدالرشید - اللہ تعالےٰ اقبال مرحوم کو غریقِ رحمت فرمائے - ایک جگہ حتمی فیصلہ دیتے ہیں -

تو اگر خواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جز بقرآں زیستن

مسعود - دو بج چُکے ہیں - مگر دل چاہتا ہے - کہ یہ پاکیزہ سلسلۂ گفتگو جاری رہے - نمازِ ظہر کا وقت ہو چُکا ہے - لہٰذا مَیں تجویز کرتا ہوں کہ آج سعید صاحب نمازِ ظہر کے لئے اذان کہیں -

اختر - خوب - خوب

سعید - مجھ کو انکار کرنے کا حق نہیں ہے - اور نہ ہی مَیں کوئی شرم محسوس کرتا ہُوں - مگر اتنا سا عُذر ضرور ہے - کہ ایک دو دن کے بعد آپ کی یہ سفارش پُوری کی جائے گی -

مولوی عبدالرشید صاحب ! اچھا آج جاوید صاحب تکبیر تو ضرور کہیں گے

جاوید - مجھے منظور ہے - بشرطیکہ آپ مجھ کو ابھی چند دفعہ کہلا دیں -

(مولوی عبدالرشید جاوید کو تکبیر کہلانے لگ جاتے ہیں - اور باقی لوگ وضو کرنے میں مشغول ہو جاتے ہیں)

(بقیہ - مجلسِ ذکر صفحہ ۱۱ سے آگے)

کا پتہ ہے ؟ اکثریت کو اس کا پتہ ہی نہیں - وہ کتنے بدنصیب ہیں جن کو مرنے کے بعد پیش آنے والے حالات کا احساس ہی نہیں - شیطان اگرچہ مردود ہے لیکن بڑا عقلمند ہے - علمائے کرام گلے پھاڑ پھاڑ کر دین کی طرف بُلاتے ہیں لیکن بہت کم آتے ہیں - شیطان بے حیائی کے اڈّوں کی طرف صرف اشارہ کر دیتا ہے تو بے شمار آدمی دوڑے ہوئے جاتے ہیں - علماء کرام کی وجہ سے اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذات بری الذمہ ہو ہو رہی ہے - اور بدنصیبوں پر اتمام حجت ہو رہا ہے - تاکہ قیامت کے دن یہ نہ کہہ سکیں مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ ۡ الآیہ

سورہ المائدہ رکوع ۳ پارہ ۶

ترجمہ ہمارے پاس کوئی خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا نہیں آیا -

آج مَیں نے جو کچھ عرض کیا ہے - یہ "خدام الدین" میں چھپ جائے گا - ہر ہفتہ چار آنے خرچ کرکے ایک پرچہ لے جایا کریں - اگر بیوی اور بچّے پڑھے ہوئے ہیں تو ان سے کہو کہ پڑھ لیں - اگر وہ خود نہیں پڑھ سکتے تو ان کو پڑھ کر سُنا دیا کرو - یہ آپ کی ذمہ داری ہے - اس کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں -

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا الآیہ - سورہ التحریم رکوع ۱ پارہ ۲۸

ترجمہ - اے ایمان والو ! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ -

آپ یہاں آتے ہیں اور آپ کے بیوی بچّے نہیں آتے - اگر آپ ان کو رسالہ لے جاکر دے دیتے ہیں تو آپ بری الذمہ ہو جائیں گے - ورنہ آپ مجرم ہیں "خدام الدین" بکے یا نہ بکے - مجھے اس کی پروا نہیں - مَیں تو چاہتا ہوں کہ قیامت کے دن آپ بری الذمہ ہو جائیں - اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو آخرت کی زندگی میں کامیاب بنانے والے اعمال کر کے دُنیا سے جانے کی توفیق عطا فرمائے - آمین یا الٰہ العالمین -

---

بچوں کا صفحہ

اللہ تعالیٰ مصیبت زدہ لوگوں کی فریاد رسی کو پسند کرتے ہیں

(از جناب حاجی کمال الدین صاحب مدارس لاہور کارپوریشن)

ایک حدیث میں ہے کہ خدا تعالیٰ اس پر رحم نہیں فرماتے جو آدمیوں پر رحم نہیں کرتا۔ دوسری جگہ ارشاد ہے کہ جو شخص مصیبت زدہ عورتوں یا غریبوں کی مدد کرتا ہے وہ ایسا ہے جیسا کہ جہاد میں کوشش کرنے والا۔ تمام رات نفلیں پڑھنے والا کہ ذرا بھی سستی نہیں کرتا اور ہمیشہ روزہ رکھنے والا۔ جو کبھی افطار نہ کرتا ہو۔ (مشکوٰۃ)

ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی مومن سے دُنیا کی مصیبت کو زائل کرتا ہے۔ خُدا اس سے قیامت کے دن کی مصیبت کو زائل کرتا ہے اور جو شخص کسی مشکل میں پھنسے ہُوئے کو سہولت پہنچاتا ہے خُدا اُس کو دُنیا و آخرت کی سہولت عطا فرماتا ہے۔ جو شخص کسی مسلمان کی دُنیا میں پردہ پوشی کرتا ہے خُدا دُنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ جو کوئی اپنے کسی مسلمان بھائی کی حاجت پوری کرے تو اس کو ایسا ثواب ہے جیسا کہ خداوند تعالےٰ کی تمام عمر خدمت (عبادت) کی ہو۔ اور جو کوئی مسلمان کسی مسلمان کی حاجت کو حاکم تک پہنچائے تو اس کی پلصراط پر چلنے میں مدد کی جائے گی۔ جس دن کہ پاؤں پھسل رہے ہوں گے۔

ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالےٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ لوگوں کی حاجتیں پُوری کیا کریں۔ اُن کے کاموں میں مدد دیا کریں۔ یہ لوگ قیامت کے سخت دن میں بے فکر ہوں گے۔ اور جو اپنے پریشان بھائی کی مدد کرے۔ تو خدا تعالےٰ اُس کو قیامت کے دن ثابت قدم رکھیں گے جب کہ پہاڑ بھی اپنی جگہ پر نہ ٹھہر سکیں گے۔ اور جو کسی مسلمان کی کسی کلمہ خیر سے اعانت کرے۔ اس کی مدد میں قدم چلائے۔ تو حق تعالےٰ اُس پر ۷۳ رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔ جن میں سے ایک دُنیا و آخرت کی درستگی ہے۔ اور ۷۲ آخرت میں رفع درجات کے لئے ذخیرہ ہیں۔ مسلمان آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرنے میں۔ تعلق میں۔ مہربانی کرنے میں ایک جسم کی طرح ہیں کہ جب بدن کا کوئی عضو ماؤف ہو جاتا ہے تو سارے اعضاء جاگتے ہیں اُس کا ساتھ دیتے ہیں۔ اسی طرح ایک مسلمان کی تکلیف سے سب کو بے چین ہو جانا چاہیئے۔

رحم کرنے والے آدمیوں پر رحمٰن بھی رحم فرماتا ہے۔ تم ان لوگوں پر رحم کرو جو دُنیا میں ہیں۔ تم پر وُہ رحم کریں گے جو آسمانوں پر ہیں اس سے حق تعالےٰ بھی مراد ہوسکتے ہیں اور فرشتے بھی۔ مسلمانوں کا بہترین گھر وُہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اُس کے ساتھ اچھّا برتاؤ کیا جاتا ہو۔ اور بد ترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اُس کے ساتھ بُرا برتاؤ کیا جاتا ہو۔ (مشکوٰۃ)

جو شخص میری اُمّت میں سے کسی کی حاجت پوری کرے۔ تاکہ اُس کو خوشی ہو۔ اُس نے مجھ کو خوش کیا۔ اور جس نے مجھے خوش کیا اُس نے خدا کو خوش کیا۔ اور جو خدا کو خوش کرتا ہے وہ اُس کو جنّت میں داخل فرما دیتا ہے۔

جو کسی مصیبت زدہ کی امداد کرتا ہے۔ اس کے لئے ۷۳ درجے مغفرت کے لکھے جاتے ہیں جن میں سے ایک درجے سے تو اس کی درستگی ہوتی ہے (یعنی لغزشوں کا بدلہ ہو جاتا ہے) باقی ۷۲ درجے رفع درجات کا سبب ہوتے ہیں۔

ساری مخلوق اللہ کی عیال ہے ہے۔ جو اللہ کی عیال سے اچھا برتاؤ کرے تو وہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے۔ (مشکوٰۃ) جیسے آدمی اپنے عیال کی روزی کا اہتمام کرنے والا ہوتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالےٰ بھی اپنی ساری مخلوق کا روزی رساں ہے۔ اسی لحاظ سے اُن کو اللہ کی عیال بتایا گیا (مقاصد حسنہ) اور اس صفت میں مسلمانوں کی بھی خصوصیت نہیں ہے۔ مسلمان۔ کافر سب ہی شریک ہیں۔ بلکہ سارے حیوانات اس میں داخل ہیں کہ سب کے سب اللہ تعالےٰ کی مخلوق اور اس کی عیال ہیں۔ لہٰذا جو شخص سب کے ساتھ حسن سلوک اور اچھا برتاؤ کرنے والا ہو گا۔ وہ حق تعالےٰ شانہٗ کو سب سے زیادہ محبوب ہوگا۔

بقیہ رشوت

صفحہ ۲۴ سے آگے

خورد و بُرد ہرگنہ نہ کرے گا۔ بلکہ اس کی یہی خواہش ہوگی۔ کہ اپنے فرائض تن دہی اور دیانتداری سے بجا لاتا رہے۔ وہ نہ لوگوں کے مال میں خیانت کریگا۔ نہ سرکاری مال میں۔ اس کے پیشِ نظر ہر وقت یہ حکم رہے گا :۔

حدیث۔ "جس کو ہم نے کسی کام پر مقرر کیا اور اس کو اس کام کی اُجرت (یعنی تنخواہ) معین کر دی۔ اس کے بعد اگر وہ کچھ لے گا۔ یعنی سرکاری مال میں سے تنخواہ زیادہ لیگا تو یہ خیانت ہے۔ (مشکوٰۃ)

مسلمان حاکم کا کردار اتنا بلند ہونا چاہیئے کہ ایک پن (PIN) تک بھی سرکاری اپنے ذاتی تصرف میں نہ لائے۔ اور رعایا کی ایک پائی کو چھونے نہ پائے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں ایسا بنا دے۔ آمین۔

رفیع الشّان

قرآن مجید مترجم

اردو زبان میں قرآن حکیم کے متعدد ترجمے اور تفسیریں موجود ہیں
لیکن شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحبؒ کے بے مثل ترجمۂ قرآن
اور شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی جامع اور مکمل تفسیر
کی بات ہی اور ہے۔ یوں سمجھئے کہ علم و معرفت کا ایک سمندر ہے جو
کوزہ میں بند ہو کر سامنے آگیا ہے۔

تاج کمپنی نے شیخ الہند اور شیخ الاسلام کے بینظیر ترجمہ و تفسیر
کو اس کی شان و عظمت کے مطابق بڑی تقطیع پر عکسی بلاکوں کیساتھ
طبع کیا ہے۔ صفحہ کا طول ۱۵ انچ اور عرض ۱۰ انچ ہے جس میں متن اور
اردو ترجمہ و تفسیر کی قلم اتنی جلی ہے کہ بڑی عمر کے لوگ بھی آسانی سے تلاوت کر سکیں۔
پتہ ذیل سے نمونہ کے صفحے مفت منگوا کر زیارت کیجئے

تاج کمپنی لمیٹڈ پوسٹ بکس ۵۳۰ کراچی

ایڈیٹر — رجسٹرڈ ایل

عبد المنان چوہان — نمبر ۶۰۲۲۷

منظور شدہ: محکمہ جات تعلیم و تبلیغ — مغربی پاکستان

سالانہ	ششماہی	سہ ماہی
گیارہ روپے	چھ روپے	تین روپے

سٹینڈرڈ بیکری

اینڈ

کنفکشنری کیمبل پور

خالص اور صاف ستھرا مال آپکی صحت کا ضامن ہے سٹینڈرڈ بیکری اینڈ کنفکشنری کیک پیسٹری، بسکٹ، کریم رول، کاری پف، پائینیر وارث ... دس بسکٹ، میٹھے، شیرمال، ڈبل روٹی خالص مکھن اور گھی سے تیار کرتی ہے تیار شدہ مال ہر وقت مل سکتا ہے نیز خاص آرڈر دینے پر مال تیار بھی کیا جاتا ہے

دام نہایت واجبی لئے جاتے ہیں

آپکی ایک دفعہ کی تشریف آوری آپکو ہمارا گاہک بنا دیگی ایک دفعہ ضرور تشریف لائیے

المشتہر محمد موبین سٹینڈرڈ بیکری کچہری روڈ کیمبل پور

قائم شدہ ۱۹۰۲ء — فون نمبر ۳۶۶۹

آپکی قدیم و محبوب دکان

چائنہ مارٹ

دھنی رام روڈ انارکلی لاہور

جہاں آپ کو اعلیٰ درجہ کے ٹی ڈنر کافی فروٹ سٹ شیشے کے لیمن سٹ پھولدان فروٹ ڈش ایمپورٹڈ گیس لیمپ سٹوو اور نمائش کیلئے لکڑی کے دیدہ زیب ٹیبل لیمپ وغیرہ مناسب قیمتوں پر دستیاب ہو سکتے ہیں

تالے قینچیاں، چاقو چھریاں، موچنے، استرے و دیگر لوہے کا سامان

تھوک و پرچون خریدنے کے لئے

پاک (سابقہ انڈین) لاک ہاؤس لاہور

ہول سیل ڈپو: ۱۰ شاہ عالم مارکیٹ لاہور نزد حبیب بنک لمیٹڈ فون نمبر ۱۰۶۴۳ — ناغہ اتوار

پرچون دکان: زیر دروازہ مسجد وزیر خان اندرون دہلی گیٹ لاہور — ناغہ جمعۃ المبارک فون نمبر ۶۴۲

خالص سونے کے بہترین زیورات

زرفشاں جیولرز

فون نمبر ۷۱۳۴۲

۳۴ کمرشل بلڈنگ دی مال لاہور

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا